﴿... اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِاللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ﴾ (آل عمران: ۷۴) ﴿... عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی إسرائیل: ۸۰)

الفضل

ہفت روزہ — انٹرنیشنل

مدیر أعلیٰ نصیر أحمد قمر

جلد ۱ جمعہ ۱۴ اکتوبر ۱۹۹۴ء شمارہ ۴۱

ارشادات عالیہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

جو اس وقت بھی خدا تعالیٰ سے اپنا معاملہ صاف نہیں کرتا وہ بڑے خطرہ کی حالت میں ہے

" حقیقت میں سچے مسلمان بننے کا اب وقت آیا ہے۔ یقین بڑی چیز ہے۔ اللہ تعالیٰ پر جس قسم کا یقین انسان کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے ویسا ہی معاملہ کرتا ہے۔ پس ضروری امر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ معاملہ صاف کرو تا وہ بھی تم پر رحم کرے۔ کیونکہ سچ یہی ہے من کان للہ کان اللہ لہ۔

احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض صحابہؓ بھی طاعون سے فوت ہوئے لیکن ان کے لئے وہ شہادت تھی۔ مومن کے واسطے یہ شہادت ہی ہے۔ پہلی امتوں پر "رجزاً من السماء" تھی۔ صحابہؓ کس قدر اعلیٰ درجہ رکھتے تھے لیکن ان میں سے بھی اس کا نشانہ ہو گئے۔ اس سے ان کے مومن ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔ ابو عبیدہ بن الجراح جیسے صحابی جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بڑے ہی عزیز تھے طاعون ہی سے شہید ہوئے تھے۔ طاعون سے مرنا عام مومنوں کے لئے تو کوئی حرج نہیں البتہ جہاں انتظام الٰہی میں فرق آتا ہے وہاں خدا تعالیٰ ایسا معاملہ نہیں کرتا ہے یعنی خدا تعالیٰ کا کوئی مامور و مرسل طاعون کا شکار نہیں ہو سکتا اور نہ کسی اور خبیث مرض سے ہلاک ہوتا ہے کیونکہ اس سے اللہ تعالیٰ کے انتظام میں بڑا نقص اور خلل پیدا ہوتا ہے۔ پس انبیاء و رسل اور خدا کے مامور ان امراض سے بچائے جاتے ہیں اور یہی نشان ہوتا ہے ....

.... غرض یہ مقام ڈرنے کا ہے کیونکہ طاعون بڑی شدت کے ساتھ پھیل رہی ہے اور جو اس وقت بھی خدا تعالیٰ کے ساتھ اپنا معاملہ صاف نہیں کرتا وہ بڑے خطرہ کی حالت میں ہے۔ نفاق کام نہ دے گا۔ اسی واسطے اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے "اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ یَلْبِسُوْٓا اِیْمَانَھُمْ بِظُلْمٍ" (الانعام: ۸۳)۔ بعض وقت انسان موجودہ حالت امن پر بھی بے خطر ہو جاتا ہے اور سمجھ لیتا ہے کہ امن میں زندگی گزارتا ہوں مگر یہ غلطی ہے کیونکہ یہ تو معلوم نہیں ہے کہ سابقہ زندگی میں کیا ہوا ہے اور کیا کیا بے اعتدالیاں اور کمزوریاں ہو چکی ہیں۔ اسی واسطے مومن کے لئے بہت ضروری ہے کہ وہ کبھی بے خوف نہ ہو اور ہر وقت توبہ اور استغفار کرتا رہے کیونکہ استغفار سے انسان گزشتہ بدیوں کے برے نتائج سے بھی خدا تعالیٰ کے فضل سے بچ رہتا ہے۔ یہ سچی بات ہے کہ توبہ اور استغفار سے گناہ بخشے جاتے ہیں اور خدا تعالیٰ اس سے محبت کرتا ہے۔

"اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَیُحِبُّ الْمُتَطَھِّرِیْنَ" (البقرہ: ۲۲۳)

سچی توبہ کرنے والا معصوم کے رنگ میں ہوتا ہے۔ پچھلے گناہ تو معاف ہو جاتے ہیں پھر آئندہ کے لئے خدا سے معاملہ صاف کر لے۔ اس طرح پر خدا کے اولیاء میں داخل ہو جائے گا اور پھر اس پر کوئی خوف و حزن نہ ہو گا جیسا کہ فرمایا ہے "اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ" (یونس: ۶۳)۔

خدا تعالیٰ نے ان کو اپنا ولی کہا ہے حالانکہ وہ بے نیاز ہے۔ اس کو کسی کی حاجت نہیں۔ اس لئے استغناء ایک شرط کے ساتھ ہے۔ "وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ وَلِیٌّ مِّنَ الذُّلِّ" (بنی اسرائیل: ۱۱۲)۔ یہ بالکل سچی بات ہے کہ خدا تعالیٰ تھرک کر کسی کو ولی نہیں بناتا بلکہ محض اپنے فضل اور عنایت سے اپنا مقرب بنا لیتا ہے۔ اس کو کسی کی حاجت نہیں ہے اس ولایت اور قرب کا فائدہ بھی اسی کو پہنچتا ہے۔ ہزاروں ہزار فوائد اور امور ہوتے ہیں جو اس کے لئے مفید ثابت ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس کی دعائیں قبول کرتا ہے نہ صرف اس کی دعائیں قبول کرتا ہے بلکہ اس کے اہل و عیال، اس کے احباب کے لئے بھی برکات عطا کرتا ہے اور صرف یہاں تک ہی نہیں بلکہ ان مقاموں میں برکت دی جاتی ہے جہاں وہ ہوتے ہیں اور ان زمینوں میں برکت رکھی جاتی ہے اور ان کپڑوں میں برکت دی جاتی ہے جن میں وہ ہوتے ہیں"۔

(ملفوظات جلد ۶ صـ ۳۷۳ تا ۳۷۵)

مختصرات

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ان دنوں امریکہ اور کینیڈا کے دورہ پر ہیں لیکن پروگرام "ملاقات" حسب معمول ایم۔ ٹی۔ اے۔ پر روزانہ اپنے وقت مقررہ پر پیش کیا جاتا رہا۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی اس اصولی ہدایت کے تحت کہ یہ پروگرام بار بار پیش کئے جائیں اس ہفتہ میں کچھ نئے پروگرام جو پہلے سے ریکارڈ کر لئے گئے تھے، دوبارہ، دکھائے گئے۔ اس ہفتہ کے پروگرامز کا خلاصہ قارئین کے استفادہ کے لئے پیش ہے۔

ہفتہ ۲۴ ستمبر ۱۹۹۴ء:

۳۰ اگست ۱۹۹۴ء کو سٹٹ گارٹ (جرمنی) میں بوزنین اور البانین کے ساتھ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی ایک مجلس سوال و جواب منعقد ہوئی۔ اس مجلس کا پہلا حصہ آج پیش کیا گیا۔ یہ پروگرام تلاوت قرآن کریم سے شروع ہوا۔ جس کے بعد تین بوزنین نے مل کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عربی قصیدہ: یا عین فیض اللہ والعرفان

کے چند اشعار ترنم سے پڑھے اور اس کے بعد اس کا ترجمہ البانین زبان میں پیش کیا گیا۔ جس کے بعد بوزنین زبان میں حضور انور کو ایڈریس پیش کیا گیا اور ساتھ انگریزی ترجمہ بھی۔ بعد ازاں چھوٹی چھوٹی بوزنین بچیوں نے اپنی زبان میں ایک قصیدہ پڑھا۔ ایڈریس کے متعلق حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ تو رسمی شکریہ کا طریق ہے۔ اب ہم سب ایک ہیں اور ہم میں باہم کوئی تکلف نہیں۔ اس لئے ایسے ایڈریس کی ضرورت باقی نہیں رہی۔ اس کے بعد مجلس سوال و جواب شروع ہوئی۔ جن کے جواب میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے انگریزی میں دئے اور ساتھ ساتھ ان کا ترجمہ بوزنین اور البانین زبان میں باری باری کیا جاتا رہا۔ سوالات مختصراً یہ تھے:

(۱) ایک البانین نے کہا کہ ہمارے پاس البانین زبان میں قرآن مجید کے ترجمہ کے علاوہ اور کوئی خاص لٹریچر نہیں ہے۔ ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتابوں کے البانین ترجمہ کی بہت ضرورت ہے۔ اس پر حضور انور ایدہ اللہ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کچھ کتب اور اپنے چند لیکچرز کا ذکر فرمایا جن کا ترجمہ البانین میں ہو چکا ہے اور کچھ ابھی زیر طبع ہیں۔

(۲) بوزنین امام، جماعت احمدیہ کے مخالف کیوں ہیں؟

(۳) میں احمدی کیسے بن سکتا ہوں؟

اتوار ۲۵ ستمبر ۱۹۹۴ء

کل کی مجلس سوال و جواب کا دوسرا حصہ پیش کیا گیا۔ سوالات مختصراً یہ تھے:۔

(۱) احمدی تالیاں بجانے کو Discourage کیوں کرتے ہیں؟

(۲) احمدی دوسرے مسلمانوں کا جنازہ کیوں نہیں پڑھتے؟

(۳) احمدی مرد، عورتوں سے مصافحہ کیوں نہیں کرتے؟

(۴) ایک البانین نے کہا کہ میرا یقین ہے کہ احمدیت ہی حقیقی اسلام ہے اور اب کوئی طاقت مجھے احمدیت سے مرتد نہیں کر سکتی۔ نیز کہا کہ البانیہ کی حالت بہت خراب ہے اور حضور سے عرض کی کہ جماعت احمدیہ کو ضرور کچھ مدد کرنی چاہئے۔

(۵) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نبی ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ اور کئی پیش گوئیاں کی ہیں مثلاً زلزلوں وغیرہ کی۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ خدا تعالیٰ ان سے کلام کرتا ہو؟

سوموار ۲۶ ستمبر ۱۹۹۴ء:

۲۳ جنوری ۱۹۹۴ء والا پروگرام دوبارہ پیش کیا گیا۔ جس میں اس سوال کا جواب دیا گیا تھا کہ دنیا میں اور بھی فرقے ہیں مگر لوگ آپ احمدیوں کے پیچھے ہی کیوں پڑے ہیں؟

منگل ۲۷ ستمبر ۱۹۹۴ء:

۳۰ مارچ ۱۹۹۴ء والا پروگرام دوبارہ پیش کیا گیا جس میں مخالفین کے اس اعتراض کا جواب دیا گیا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ظل لکھ کر ان کو آنحضرتؐ کے برابر قرار دیا گیا ہے۔

بدھ ۲۸ ستمبر ۱۹۹۴ء:

تعلیم القرآن کلاس نمبر ۲ دوبارہ نشر کی گئی۔

جمعرات ۲۹ ستمبر ۱۹۹۴ء:

۲۷ جولائی ۱۹۹۴ء کو منعقد ہونے والی تیسری تعلیم القرآن کلاس دوبارہ پیش کی گئی۔

جمعہ ۳۰ ستمبر ۱۹۹۴ء:

۶ مئی ۱۹۹۴ء کا پروگرام ملاقات دوبارہ نشر کیا گیا۔ جس میں مختلف قسم کے سوالات کئے گئے تھے۔

☆ نجومیوں کو ہاتھ دکھانے کے بارہ میں۔

☆ غیر احمدیوں کے اس خیال کے بارہ میں کہ عورتوں کو مسجد نہیں جانا چاہئے۔ ☆ سالگرہ منانا۔

☆ شب برات کا تہوار۔ ☆ عورتوں کا اپنے کزن وغیرہ سے مصافحہ کرنا۔

☆ خطبہ ثانیہ کی ضرورت و اہمیت، نیز یہ کہ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے لازم قرار دیا۔

☆ قیامت کے بارہ میں وضاحت۔ ☆ اس اعتراض کا جواب کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نعوذباللہ اپنی ازواج کے ساتھ انصاف نہیں کیا۔ ☆ ابن عربیؒ کے کشف کی رو سے دنیا میں کئی آدم آئے ہیں۔ تو کیا ہر دور میں خاتم النبیین بھی الگ الگ آتے رہے ہیں؟

☆ کیا والدین اپنی اولاد کی ازدواجی زندگی میں دخل دینے کا حق رکھتے ہیں۔ اگر رکھتے ہیں تو کس قدر؟

(ع - م - ر)

اداریہ

طاعون کی وباء

آج سے قریباً سو سال قبل ہندوستان میں طاعون کی وباء پھوٹی تھی اس سے کئی سال پہلے بانی سلسلہ احمدیہ سیدنا حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے بذریعہ کشف والہام اس طاعون کے پھیلنے سے متعلق بڑی وضاحت سے خبر دے دی تھی اور بتا دیا تھا کہ طاعون کا یہ ظہور آپ کی صداقت کا ایک عظیم نشان ہوگا اور اللہ تعالیٰ اس بستی (یعنی قادیان) کو جس میں آپ کا قیام تھا اس شدت طاعون سے جو افراتفری اور تباہی ڈالنے والی اور ویران کرنے والی اور تمام گاؤں کو منتشر کرنے والی ہو محفوظ رکھے گا۔ اور خصوصیت سے آپ کی اور تمام ان لوگوں کی حفاظت فرمائے گا جو آپ کے گھر کے اندر ہونگے۔ چنانچہ جیسا کہ آپ کو خبر دی گئی تھی ویسا ہی ظہور میں آیا۔ ہندوستان بھر میں کثرت سے طاعون نے تباہی مچائی مگر اللہ تعالیٰ نے آپ کی اور ان تمام لوگوں کی غیر معمولی حفاظت فرمائی جو آپ کے گھر کے اندر رہتے تھے اور آپ کی تعلیمات پر صدق دل سے عمل پیرا تھے۔ اس عظیم نشان کو دیکھ کر بڑی کثرت سے پھر لوگوں کا حق کی طرف رجوع ہوا اور بہت بڑی تعداد میں لوگوں نے آپ کی صداقت کی گواہی دی۔

آج قریباً ایک سو سال کے بعد پھر ہندوستان سے ہی طاعون کی وباء پھیلنے کی خبریں آرہی ہیں اور نہ صرف ہندوستان اور اس سے ملحقہ ممالک میں اس وجہ سے شدید پریشانی اور اضطراب پایا جاتا ہے بلکہ وہ سب ممالک بھی جن کے ہندوستان سے گہرے تجارتی روابط ہیں اور وہاں ہندوستانیوں کی کثرت سے آمدورفت ہے اس امر سے بہت خوفزدہ ہیں کہ کہیں ان کے ممالک میں بھی طاعون کی وباء نہ آجائے اور اس کے لئے وہ تمام ممکنہ حفاظتی تدابیر بجالا رہے ہیں۔ اس موقعہ پر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی اس تنبیہ اور نصیحت کو دوبارہ دنیا کے سامنے پیش کیا جائے جو آپ نے آج سے سو سال پہلے طاعون کی وباء پھیلنے کے موقعہ پر تمام بندگان خدا کو اللہ تعالیٰ کے الہام کی روشنی میں فرمائی تھی اور جو آج کے حالات میں بھی بڑی وضاحت کے ساتھ اطلاق پا رہی ہے۔ آپ کو جب طاعون کی خبر دی گئی تو ساتھ ہی ایک الہام میں یہ بھی بتایا گیا کہ "اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ "۔ یعنی جب تک دلوں کی وباء معصیت دور نہ ہو تب تک ظاہری وباء بھی دور نہیں ہوگی۔ چنانچہ آپ نے اس الہام الٰہی کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا۔

" درحقیقت دیکھا جاتا ہے کہ ملک میں بدکاری کثرت سے پھیل گئی ہے اور خدا تعالیٰ کی محبت ٹھنڈی ہو کر ہوا و ہوس کا ایک طوفان برپا ہو رہا ہے۔ اکثر دلوں سے اللہ جل شانہ کا خوف اٹھ گیا ہے اور وباؤں کو ایک معمولی تکلیف سمجھا گیا ہے جو انسانی تدبیروں سے دور ہو سکتی ہے۔ ہر ایک قسم کے گناہ بڑی دلیری سے ہو رہے ہیں اور قوموں کا ہم ذکر نہیں کرتے وہ لوگ جو مسلمان کہلاتے ہیں اور ان میں سے جو غریب اور مفلس ہیں اکثر ان میں سے چوری اور خیانت اور حرام خوری میں نہایت دلیر پائے جاتے ہیں۔ جھوٹ بہت بولتے ہیں اور کئی قسم کے خسیس اور مکروہ حرکات ان سے سرزد ہوتے ہیں اور وحشیوں کی طرح زندگی بسر کرتے ہیں۔ نماز کا تو ذکر کیا کئی کئی دنوں تک منہ بھی نہیں دھوتے اور کپڑے بھی صاف نہیں کرتے۔ اور جو لوگ امیر اور رئیس اور نواب یا بڑے بڑے تاجر اور زمیندار اور ٹھیکیدار اور دولت مند ہیں وہ اکثر عیاشیوں میں مشغول ہیں اور شراب خوری اور زناکاری اور بداخلاقی اور فضول خرچی ان کی عادت ہے اور صرف نام کے مسلمان ہیں اور دینی امور میں اور دین کی ہمدردی میں سخت لاپرواہ پائے جاتے ہیں۔

اب چونکہ اس الہام سے جو ابھی میں نے لکھا ہے معلوم ہوتا ہے کہ یہ تقدیر معلق ہے اور توبہ اور استغفار اور نیک عملوں اور ترک معصیت اور صدقات اور خیرات اور پاک تبدیلی سے دور ہو سکتی ہے۔ لہذا تمام بندگان خدا کو اطلاع دی جاتی ہے کہ سچے دل سے نیک چلنی اختیار کریں اور بھلائی میں مشغول ہوں اور ظلم اور بدکاری کے تمام طریقوں کو چھوڑ دیں۔ مسلمانوں کو چاہئے کہ سچے دل سے خدا تعالیٰ کے احکام بجالائیں۔ نماز کے پابند ہوں۔ ہر ایک فسق و فجور سے پرہیز کریں۔ توبہ کریں اور نیک بختی اور خدا ترسی اور اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول ہوں۔ غریبوں اور ہمسایوں اور یتیموں اور بیواؤں اور مسافروں اور درماندوں کے ساتھ نیک سلوک کریں اور صدقہ و خیرات دیں اور جماعت کے ساتھ نمازیں پڑھیں اور نماز میں اس بلا سے محفوظ رہنے کے لئے رو رو کر دعا کریں۔ پچھلی رات اٹھیں اور نماز میں دعائیں کریں۔ غرض ہر قسم کے نیک کام بجالاویں اور ہر قسم کے ظلم سے بچیں اور اس خدا سے ڈریں کہ جو اپنے غضب سے ایک دم میں ہی دنیا کو ہلاک کر سکتا ہے ....

یاد رکھو کہ سخت خطرہ کے دن ہیں اور بلا دروازہ پر ہے۔ نیکی اختیار کرو اور نیک کام بجالاؤ۔ خدا تعالیٰ بہت حلیم ہے لیکن اس کا غضب بھی کھا جانے والی آگ ہے اور نیک کو خدا تعالیٰ ضائع نہیں کرتا۔ مَا یَفْعَلُ اللّٰہُ بِعَذَابِکُمْ اِنْ شَکَرْتُمْ وَ اٰمَنْتُمْ۔

بترسید از خدائے بے نیاز و سخت قہارے — نہ پندارم کہ بد بیند خدا ترسے نکو کارے
مرا باور نمی آید کہ رسوا گردد آں مردے — کہ می ترسد ازاں یارے کہ غفارست و ستارے
گر آں چیزے کہ می بینم عزیزاں نیز دیدندے — ز دنیا توبہ کردندے بچشم زار و خونبارے
خور تاباں سیہ گشت ست از بدکاری مردم — زمین طاعوں ہمی آرد پئے تخویف و انذارے
بہ تشویش قیامت ماند ایں تشویش گر بینی — علاجے نیست بہر دفع آں جز حسن کردارے
نشاید تافتن سرزاں جناب عزت و غیرت — کہ گر خواہد کشد در یکدمے چوں کرم بیکارے
من از ہمدردی ات گفتم تو خود ہم فکر کن بارے — خرد از بہر ایں روزست اے دانا و ہشیارے "۔

احادیث النبی ﷺ

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰه عَنْهُ اَنَّ رَجُلاً مِنَ الاَنْصَارِ اَتَى النَّبِيَّ ﷺ يَسْاَلُهُ فَقَالَ: اَمَا فِي بَيْتِكَ شَيْءٌ؟ قَالَ: بَلٰى، حِلْسٌ نَلْبَسُ بَعْضَهُ وَنَبْسُطُ بَعْضَه وَقَعْبٌ نَشْرَبُ فِيهِ مِنَ الْمَاءِ، قَالَ: اِئْتِنِي بِهِمَا، قَالَ: فَاَتَاهُ بِهِمَا فَاَخَذَهُمَا رَسُولُ اللّٰه ﷺ بِيَدِه وَقَال: مَنْ يَشْتَرِى هٰذَيْنِ؟ قَالَ رَجُلٌ: اَنَا اٰخُذُهُمَا بِدِرْهَمٍ. قَالَ: مَنْ يَزِيدُ عَلٰى دِرْهَمٍ؟ مَرَّتَيْنِ اَوْ ثَلاَثًا. قَالَ رَجُلٌ: اَنَا اٰخُذُهُمَا بِدِرْهَمَيْنِ فَاَعْطَاهُمَا اِيَّاهُ وَاَخَذَ الدِّرْهَمَيْنِ فَاَعْطَاهُمَا الاَنْصَارِيَّ وَقَالَ: اِشْتَرِ بِاَحَدِهِمَا طَعَامًا فَانْبِذْهُ اِلٰى اَهْلِكَ وَاشْتَرِ بِالاٰخَرِ قَدُومًا فَائْتِنِى بِه فَاَتَاهُ بِه فَشَدَّ فِيهِ رَسُولُ اللّٰه ﷺ عُودًا بِيَدِه ثُمَّ قَالَ لَهُ: اِذْهَبْ، فَاحْتَطِبْ وَبِعْ وَلاَ اَرَيَنَّكَ خَمْسَ عَشَرَ يَوْمًا فَذَهَبَ الرَّجُلُ يَحْتَطِبُ وَيَبِيعُ فَجَاءَ وَقَدْ اَصَابَ عَشَرَةَ دَرَاهِمَ فَاشْتَرَى بِبَعْضِهَا ثَوْبًا وَبِبَعْضِهَا طَعَامًا . فَقَالَ رَسُولُ اللّٰه ﷺ: هٰذَا خَيْرٌ لَكَ مِنْ اَنْ تَجِيءَ الْمَسْاَلَةُ نُكْتَةً فِي وَجْهِكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. اِنَّ الْمَسْاَلَةَ لاَ تَصْلُحُ اِلاَّ لِثَلاَثَةٍ لِذِى فَقْرٍ مُدْقِعٍ اَوْ لِذِى غُرْمٍ مُفْظِعٍ اَو لِذِى دَمٍ مُوجِعٍ. (ابو داود، كتاب الزكوة، باب ما تجوز فيه المسألة)

حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک انصاری سوالی بن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضورؐ نے اس سے دریافت فرمایا کہ کیا تمہارے گھر میں کچھ نہیں ہے؟ اس نے عرض کیا ایک چادر ہے جسے آدھا بچھاتا ہوں اور آدھا اوڑھتا ہوں اور ایک چھاگل ہے جس میں پانی پیتا ہوں۔ حضورؐ نے فرمایا جاؤ دونوں چیزیں لے آؤ۔ وہ دونوں چیزیں لے کر حاضر ہو گیا۔ حضورؐ نے ان کو لے کر فرمایا۔ یہ دونوں چیزیں کون خریدتا ہے؟ ایک شخص نے کہا میں ایک درہم میں خریدتا ہوں۔ حضورؐ نے دو تین مرتبہ فرمایا ایک درہم سے زیادہ کون دیتا ہے؟ اس پر ایک شخص نے کہا کہ میں دو درہم میں خریدتا ہوں۔ حضورؐ نے وہ چیزیں اسے دے دیں اور دو درہم لے کر انصاری کو دئے اور اسے کہا کہ ایک درہم سے کھانے پینے کی چیزیں خرید کر گھر دے دو اور دوسرے کی کلہاڑی خرید کر میرے پاس لے آؤ۔ جب وہ کلہاڑی خرید کر حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضور علیہ السلام نے اس میں خود لکڑی کا دستہ ڈالا اور اس شخص سے فرمایا: جاؤ اور اس سے لکڑیاں کاٹ کاٹ کر فروخت کرو اور پندرہ دن تک میں تجھے ادھر آتا نہ دیکھوں۔ وہ شخص چلا گیا اور لکڑیاں کاٹ کر اور لا کر بیچتا رہا۔ یہاں تک کہ جب وہ حضورؐ کے پاس آیا تو اس نے دس درہم کما لئے تھے۔ چنانچہ ان درہموں سے اس نے کچھ کپڑے خریدے اور کچھ کھانے پینے کا سامان خریدا۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا کہ تیرے لئے خود کما کر کھانا اس بات سے زیادہ اچھا ہے کہ یہ مانگنا قیامت کے دن تیرے چہرہ پر خراشوں کی صورت میں آئے۔ مانگنا صرف تین شخصوں کے لئے جائز ہے ایک وہ شخص جو پیس ڈالنے والی غربت میں مبتلا ہو۔ دوسرا وہ شخص جس پر ناحق مصیبت آپڑی ہو اور اس قرض کے بوجھ تلے دب گیا ہو (اور اس کے ادا کرنے کی کوئی صورت نہ دیکھتا ہو)۔ تیسرے وہ شخص جس کے ہاتھ سے کوئی غلطی سے قتل ہو گیا ہو اور اس وجہ سے اس نے دیت یعنی خون بہا ادا کرنا ہو۔

اگر ایک شخص دن رات عبادت میں مصروف ہو لیکن تقویٰ سے عاری رہے اور روز مرہ کے اس کے انسانی تعلقات میں بھی رضائے باری تعالیٰ کے تابع تعلقات قائم نہ ہوں تو ایسے شخص کی عبادتیں بے کار ہیں

(دسویں قسط)

قرآن مجید پر معاند اسلام پادری وہیری کے اعتراضات اور ان کے جوابات

(سید میر محمود احمد ناصر)

پادری وہیری کہتے ہیں کہ قرآن مجید صحائف سابقہ کی تائید کرتے ہوئے بھی ان صحائف کے بنیادی عقائد کی تردید کرتا ہے۔ مگر پادری صاحب! قرآن شریف آپ کے صحائف کی شریعت موسوی کے واجب العمل ہونے کی تعلیم کی تصدیق کرتا ہے جبکہ آپ اور آپ کا چرچ حضرت مسیحؑ کی اس واضح تعلیم کی تردید کرتا ہے۔ اناجیل اربعہ اس بیان سے بھری پڑی ہیں کہ حضرت مسیحؑ اور ان کے حواری یہودی شریعت کی پوری پابندی کرتے تھے۔ وہ صرف ان باتوں کے خلاف تھے جو خود یہودی علماء نے شریعت پر اپنی طرف سے زائد کر لی تھیں ورنہ حضرت مسیحؑ کی ہدایت تو شریعت کی پابندی کے بارہ میں اس حد تک تھی کہ فرماتے ہیں:

"فقیہہ اور فریسی موسیٰؑ کی گدی پر بیٹھے ہیں۔ پس جو کچھ وہ نہیں بتائیں وہ سب کرو اور مانو لیکن ان کے لئے کام نہ کرو کیونکہ وہ کہتے ہیں اور کرتے نہیں"۔

(متی ۲۳ : ۲ تا ۴)

"اے ریاکار فقیہو اور فریسیو تم پر افسوس کہ پودینہ اور سونف اور زیرہ پر تو دہ یکی دیتے ہو پر تم نے شریعت کی زیادہ بھاری باتوں یعنی انصاف اور رحم اور ایمان کو چھوڑ دیا ہے۔ لازم تھا کہ یہ بھی کرتے اور وہ بھی نہ چھوڑتے"۔

(متی ۲۳ : ۲۳)

مگر پادری صاحب آپ اور آپ کا چرچ کہتا ہے کہ کفارہ کے عقیدہ کے نتیجہ میں اب شریعت موسوی پر عمل منسوخ ہے بلکہ شریعت لعنت ہے۔ جس لعنت سے یسوع نے صلیبی لعنت کے ذریعہ ہمیں چھڑا دیا ہے۔

پادری صاحب! آپ شریعت کو لعنت قرار دیتے ہیں مگر حضرت مسیحؑ اپنے مشہور پہاڑی وعظ میں تفصیل سے اپنی اخلاقی تعلیم کے بیان اور اس Golden Rule کے ذکر کے بعد (پس جو کچھ تم چاہتے ہو کہ لوگ تمہارے ساتھ کریں وہی تم ان کے ساتھ کرو)۔ فرماتے ہیں:

"کیونکہ توریت اور نبیوں کی تعلیم یہی ہے"۔

(متی ۷ : ۱۲)

کیا اس فقرہ کے بعد جس میں حضرت مسیحؑ نے اپنی اخلاقی تعلیم کو (جس پر آپ کو بہت کچھ ناز ہے) توریت پر مبنی قرار دیا ہے اور اپنی تعلیم کو توریت کی تعلیم ہونے کے ناطے Justify کیا ہے، آپ توریت کو لعنت قرار دے سکتے ہیں؟ فرمائیے کیا قرآن حضرت مسیحؑ کی تعلیم کی تردید کرتا ہے یا مسیحی چرچ اس کی تکذیب پر مصر ہے؟

—○○—

پادری وہیری صاحب! آپ خوب جانتے ہیں کہ حضرت مسیحؑ ساری عمر شریعت پر عمل کرتے رہے۔ اعمال باب ۱۵ غور سے پڑھئے تو آپ پر خوب کھل جائے گا کہ حضرت مسیحؑ کے حواری بھی شریعت پر پوری طرح عامل تھے۔ حواریوں نے خود اپنی عقل سے بحث مباحثہ کے بعد یہ فیصلہ کیا تھا کہ صرف وہ لوگ جو بنی اسرائیل میں شامل نہیں اگر عیسائیت قبول کریں تو ان کی گردن پر شریعت کے تفصیلی احکامات کا جوا نہ رکھا جائے (یہ فیصلہ حضرت مسیحؑ کا نہیں تھا) صرف شریعت کے بنیادی احکامات کی ان سے تعمیل کرائی جائے۔ (اعمال ۵ : ۱ تا ۲۱)

حقیقت یہ ہے کہ مسیحی چرچ نے حضرت مسیحؑ کی ایک نہایت بنیادی اور اصولی تعلیم کو اپنے کفارہ کے نظریہ کی خاطر قربان کر دیا ہے۔ حضرت مسیحؑ نے فرمایا:۔

"میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ اپنے دشمنوں سے محبت رکھو اور اپنے ستانے والوں کے لئے دعا کرو۔ تاکہ تم اپنے باپ کے جو آسمان پر ہے بیٹے ٹھہرو کیونکہ وہ اپنے سورج کو بدوں اور نیکوں دونوں پر چمکاتا ہے اور راستبازوں اور ناراستوں دونوں پر مینہ برساتا ہے کیونکہ اگر تم اپنے محبت رکھنے والوں سے ہی محبت رکھو تو تمہارے لئے کیا اجر ہے؟ کیا محصول لینے والے بھی ایسا نہیں کرتے؟ اور اگر تم فقط اپنے بھائیوں ہی کو سلام کرو تو کیا زیادہ کرتے ہو؟ کیا غیر قوموں کے لوگ بھی ایسا نہیں کرتے۔ پس چاہئے کہ تم کامل ہو جیسا کہ تمہارا آسمانی باپ کامل ہے"

(متی ۵ : ۴۴ تا ۴۸)

اس اصولی تعلیم کے ساتھ پطرس کے سوال کا جواب غور سے پڑھئے۔ متی میں لکھا ہے:

"اس وقت پطرس نے پاس آکر کہا اے خداوند اگر میرا بھائی گناہ کرتا رہے تو میں کتنی دفعہ اسے معاف کروں؟ کیا سات بار تک۔ یسوع نے اس سے کہا میں تجھ سے یہ نہیں کہتا کہ سات بار بلکہ سات دفعہ کے ستر بار تک"۔

(متی ۱۸ : ۲۱ تا ۲۲)

پہلے حوالہ کو پڑھئے صاف معلوم ہوتا ہے کہ انسان کی نیکی کا کمال یہ ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی صفات کا مظہر بنے اور اس کی صفات اپنے اندر پیدا کرے اور اس کی طرح کامل ہو اور اس کی صفات میں یہ بھی شامل ہے کہ بدوں اور نیکوں دونوں پر اپنے نور کا سورج اور اپنی رحمت کی بارش نازل فرماتا ہے اور دوسرے حوالے میں حضرت مسیحؑ نے یہ نصیحت فرمائی ہے اگر میرا بھائی میرا گناہ کرتا ہے تو انسان اس کو معاف کرتا چلا جائے اور صرف سات دفعہ نہیں بلکہ سات کے ستر بار تک گویا لامتناہی طور پر اپنے بھائی کے گناہ کے مقابلہ میں عفو سے کام لے۔

اب ان دونوں حوالوں کو ملا کر دیکھئے تو نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ میں گناہ کی سزا دینے کے بغیر معاف کرنے کی صفت پائی جاتی ہے اور اس کا عدل اس بات سے نہیں ٹوٹتا کہ وہ مجرم کو بغیر انتقام لینے کے بخش دے۔ کیونکہ پہلے حوالہ میں حضرت مسیحؑ نے انسان کی نیکی کا کمال یہ بتایا ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی صفات اپنے اندر پیدا کرے اور دوسرے حوالہ میں حضرت مسیحؑ نے اس بات پر حد درجہ زور دیا ہے کہ انسان تکلیف پہنچانے والے بھائی کو بغیر بدلہ لینے کے بخش دے۔ لازماً یہ صفت خدا تعالیٰ میں پائی جاتی ہے تبھی تو انسان کو یہ تعلیم دی جاتی ہے کہ بغیر بدلہ لینے کے معاف کر دو۔

اب اگر یہ تسلیم کر لیا جائے کہ اللہ تعالیٰ میں بغیر بدلہ لینے کے عفو کی صفت موجود ہے تو کفارہ کے عقیدہ کی مسیحی عمارت دھڑام سے زمین پر آگرتی ہے۔ مسیحی متکلمین نے کفارہ کی ضرورت کی بنیاد اس بات پر رکھی ہے کہ گو خدا تعالیٰ عفو کرنا چاہتا ہے اور مجرم کو بخشنے کی خواہش رکھتا ہے مگر خدا عادل بھی ہے اور اس کی صفت عدل یہ تقاضا کرتی ہے کہ مجرم کو سزا دی جائے اور گناہ کا بدلہ لیا جائے۔ ان دونوں صفات کے تقاضے پورا کرنے کے لئے کفارہ کی ضرورت پڑی اور خدا کے بیٹے نے صلیبی موت کے ذریعہ سزا کا تقاضا پورا کر دیا اور خدا تعالیٰ کے لئے اپنے رحم کے تقاضا کو پورا کرنے کی صورت بن گئی۔ کفارہ کے عقیدہ کی یہ دینیاتی بنیاد اس بات پر مبنی ہے کہ خدا تعالیٰ میں بغیر بدلہ لینے کے عفو کی صفت نہیں پائی جاتی۔ لیکن اگر خدا تعالیٰ بغیر بدلہ لینے کے معاف کر سکتا ہے اور کرتا ہے جس کا ثبوت ہم نے حضرت مسیحؑ کی زبانی متی کے حوالہ جات کی روشنی میں دیا ہے تو مسیحی کلیسیا نے کفارہ کے عقیدہ کا جو تانا بانا بنا تھا وہ سب کا سب ٹوٹ جاتا ہے۔

پادری صاحب! قرآن مجید حضرت مسیحؑ کے نظریہ کی تائید کرتا ہے کہ خدا تعالیٰ میں صفت عفو غفور پائی جاتی ہے اس لئے کفارہ کی ضرورت نہیں جو حضرت مسیحؑ کے بعد کا تراشا ہوا عقیدہ ہے۔ پس جو الزام آپ قرآن شریف پر لگاتے ہیں کہ قرآن مجید سابقہ صحائف کی تائید کرتے ہوئے بھی ان کے بنیادی عقائد کی تردید کرتا ہے۔ یہ اعتراض قرآن شریف پر عائد نہیں ہوتا بلکہ مسیحی کلیسیا پر وارد ہوتا ہے۔ قرآن شریف اس طریق نجات کی تائید فرماتا ہے جو حضرت مسیحؑ کے اپنے الفاظ سے ظاہر ہوتا ہے اور مسیحی کلیساء اس طریق نجات کو پیش کرتا ہے جو حضرت مسیحؑ کے الفاظ کے خلاف ہے۔

—○○—

اب ایک اور اہم پہلو کو لیجئے۔ اخلاقی تعلیم مذہب کی جان ہے۔ آپ قرآن شریف پر الزام لگاتے ہیں کہ وہ صحائف سابقہ کی تائید کرتے ہوئے بھی اس کے بنیادی امور کی تردید کرتا ہے۔ آپ بتائیے کہ کیا آپ کی نظر میں پرانے عہد نامہ اور نئے عہد نامہ کی اخلاقی تعلیم یکساں ہے؟ اور کیا نیا عہد نامہ پرانے عہد نامہ کی اخلاقی تعلیم کی تردید نہیں کرتا؟ کیا یہ تعلیم کہ ایک گال پر تھپڑ مارے تو دوسرا بھی اس کے سامنے پھیر دو اس تعلیم سے مطابقت رکھتی ہے کہ جس شہر پر قبضہ کرو اس کی عورتوں اور شیر خوار بچوں اور بے زبان جانوروں کو بھی ہلاک کر ڈالو۔ حالانکہ نیا عہد نامہ، پرانے عہد نامہ کی تائید کرتا ہے۔ اب آپ فرمائیے کہ آپ قرآن مجید سے کیا توقع رکھتے ہیں۔ وہ پرانے عہد نامہ کی اخلاقی تعلیم کی تائید کرے یا نئے عہد نامہ کی اخلاقی تعلیم کی؟ کیا دونوں صورتوں میں آپ کو اعتراض نہیں ہوگا کہ قرآن کسی صحیفہ سابق کی تردید کر رہا ہے؟

آپ الزام لگاتے ہیں کہ قرآن مجید صحائف سابقہ کے بنیادی نظریات کی تردید فرماتا ہے۔ آئیے آپ کو بتائیں کہ قرآن مجید ایسا کیوں کرتا ہے۔ آپ کے صحائف ان لوگوں پر انسانیت سوز الزام لگاتے ہیں جو خود آپ کی صحف کے مطابق خدا تعالیٰ سے ہم کلام ہوئے اور اس کی پاک وحی کے مورد بنے۔ خدا تعالیٰ قدوس ہے اور وہ اپنا شرف مکالمہ انہیں عطا فرماتا ہے جو اپنے آپ کو پاک کریں اور ظاہر ہے کہ کوئی ذمہ دار بادشاہ اور حاکم بھی یہ پسند نہیں کرے گا کہ وہ کسی مشہور بدکردار ناپاک انسان کو اپنا ایلچی بنا کر بھیجے۔ خدا کے پیغامبر اس لئے دنیا میں آتے ہیں کہ وہ اس کی طرف سے نیکی کا پیغام دنیا کو دیں اور اس نیکی کا نمونہ دنیا کو دکھائیں۔ مگر آپ کی صحائف خدائے قدوس، حضرت لوطؑ پر نعوذباللہ یہ الزام لگاتے ہیں کہ انہوں نے شراب پی کر مدہوشی میں اپنی دونوں بیٹیوں سے زنا کیا (نعوذباللہ)۔ حضرت داؤدؑ پر شادی شدہ عورت سے زنا کرنے اور اس کے خاوند کو مروانے کا الزام لگاتے ہیں اور حضرت سلیمانؑ پر شرک جیسے گھناؤنے جرم کے مرتکب ہونے کا (نعوذباللہ)، حضرت ہارونؑ نے بچھڑے کو معبود بنایا، حضرت موسیٰؑ نے آباد شہروں کو مع سب عورتوں اور بچوں کے نابود کر ڈالا، حضرت یعقوبؑ نے حضرت اسحاقؑ سے جھوٹ اور دھوکہ بازی کے ذریعہ روحانی برکت، جو اس کے بڑے

CAN YOU SERIOUSLY AFFORD TO TRAVEL BY AIR WITHOUT FIRST CHECKING OUR PRICES? PHONE US FOR A QUOTE

ATLAS TRAVEL

061 795 3656

493, CHEETHAM HILL ROAD, MANCHESTER, M8 7HY

OPEN 7 DAYS A WEEK FOR

FREE DELIVERY • 081-877 0469/1040 •

PIZZA
PASTA
BURGERS
MILK SHAKES
FRIED CHICKEN

ARNEY'S

164 GARRAT LANE, LONDON SW18 4DA

SPECIALISTS IN HOME DELIVERY

Muslim Television Ahmadiyya

MTV Muslim Ahmadiyya

Programme Schedule
For Live Transmission from London
14th October 1994 - 27th October 1994

Tel:+44 81 870 0922
+44 81 870 8517 Ext. 230
Fax:+44 81 870 0684
Telex: 262433 MONREF G
Our Telex Ref: B1292

Friday, 14th October

- 1.15 Tilawat
- 1.30 FRIDAY SERMON
- 2.40 Darood-o-Salam
- 2.55 Comments on News
- 3.15 A talk by Maulana Sultan Mahmood Anwer Sahib
- 3.30 MULAQAT Repeat 28-4-1994
- 4.30 Tomorrow's Programmes

Saturday, 15th October

- 12.45 Tilawat
- 1.00 Questions Answers Session with Hazrat Khalifatul Masih IV Held at London Mosque 12-5-90
- 2.30 Poem
- 2.45 Interview of Mr Alimumi of Sierra Leon
- 3.15 Poem
- 3.30 MULAQAT Repeat 30-4-1994
- 4.35 Poem
- 4.50 Tomorrow's Programmes

Sunday, 16th October

- 12.45 Tilawat
- 1.00 Questions Answers Session with Hazrat Khalifatul Masih IV New York 19-6-1991
- 2.40 Poem
- 3.00 Documentary on Bosnia
- 3.30 MULAQAT Repeat 14-5-1994
- 4.35 Poem
- 4.50 Tomorrow's Programmes

Monday, 17th October

- 2.15 Tilawat
- 2.30 Poem
- 2.40 Speech by Mujeeb ur Rehman Sahib
- 3.20 Poem
- 3.30 MULAQAT Repeat 4-5-1994
- 4.40 Poem
- 4.50 Tomorrow's Programmes

Tuesday, 18th October

- 2.15 Tilawat
- 2.30 Poem
- 2.45 Interview of Muhammad Azam Akseer Sahib
- 3.15 Poem
- 3.30 MULAQAT Repeat 5-5-1994
- 4.40 Poem
- 4.50 Tomorrow's Programmes

Wednesday, 19th October

- 2.15 Tilawat
- 2.30 ISLAMIC ETIQUETTE, (Part 4) A talk by Imam Attaul Mujeeb Rashid Sahib
- 3.00 Programme by Lajna بھنوں کی محفل
- 3.30 MULAQAT. Quran Translation Class 8 - Repeat 8-9-1994
- 4.35 Poem
- 4.50 Tomorrow's Programmes

Thursday, 20th October

- 2.15 Tilawat
- 2.30 Poem
- 2.45 PAGE FROM THE HISTORY, by Imam B A Rafiq Khan Sahib
- 3.15 Poem
- 3.30 MULAQAT. Quran Translation Class 9 Repeat 14-9-1994
- 4.35 Poem
- 4.50 Tomorrow's Programmes

Friday, 21st October

- 1.15 Tilawat
- 1.30 FRIDAY SERMON
- 2.40 Darood-o-Salam
- 2.55 Comments on News
- 3.15 A talk by Maulana Sultan Mahmood Anwer Sahib
- 3.30 MULAQAT Repeat 11-5-1994
- 4.30 Tomorrow's Programmes

Saturday, 22nd October

- 12.45 Tilawat
- 1.00 Questions Answers Session with Hazrat Khalifatul Masih IV Held at the Cambridge University on 6-5-1986
- 3.20 Poem
- 3.30 MULAQAT Repeat 26th March 1994
- 4.35 Poem
- 4.50 Tomorrow's Programmes

Sunday, 23rd October

- 11.45 Tilawat
- 12.00 Questions Answers Session with Hazrat Khalifatul Masih IV Held at the Mehmood Hall, London on 20-12-1992
- 1.05 Poem
- 1.10 A talk by sister Almira Babovic in Bosnian Language
- 1:30 Mulaqat
- 2.30 Tarana about Bosnia
- 2:53 "The golden deeds of Muslim youth" a talk by Mr Noman Newman
- 3.30 Poem in Arabic
- 3.50 Tomorrow's Programmes

Monday, 24th October

- 1.15 Tilawat
- 1.30 MULAQAT - Homeopathy class
- 2.40 Poem
- 2.50 "The Islamic concept of God" A Speech by Maulana Dost Mohammed Shahid Sahib
- 3.30 Poem
- 3.50 Tomorrow's Programmes

Tuesday, 25th October

- 1.15 Tilawat
- 1.30 MULAQAT - Homeopathy class
- 2.40 Poem
- 2.50 Humanity - A talk by Laiq Ahmad Tahir Sahib
- 3.25 Poem
- 3.50 Tomorrow's Programmes

Wednesday, 26th October

- 1.15 Tilawat
- 1.30 MULAQAT. Quran Translation Class
- 2.30 ISLAMIC ETIQUETTE, (Part 5) A talk by Imam Attaul Mujeeb Rashid Sahib
- 3.00 Programme by Lajna بھنوں کی محفل
- 3.50 Tomorrow's Programmes

Thursday, 27th October

- 1.15 Tilawat
- 1.30 MULAQAT. Quran Translation Class
- 2.30 Poem
- 2.45 PAGE FROM THE HISTORY, by Imam B A Rafiq Khan Sahib
- 3.30 Poem
- 4.50 Tomorrow's Programmes

Please Note

- Our Audio Frequencies:
  English / Urdu 7.02 MHz
  Arabic 7.20 MHz
  Russian 7.56 MHz
  French 7.92 MHz
- The programmes may change without further notice.
- British Summer Time changes on the 23rd of October 1994

بھائی عیسو کا حق تھا، لے لی۔ (پیدائش باب ۲۷)۔

فرمائیے پادری صاحب! کیا آپ قرآن مجید سے جو خدائے قدوس کا پاک کلام ہے یہ توقع رکھتے ہیں کہ وہ آپ کے ان صحائف کی مذکورہ بالا خرافات کی تائید فرمائے؟

—○ ○—

پادری وہیری کا یہ اعتراض کہ قرآن مجید صحائف سابقہ کی تائید کرتے ہوئے بھی ان کے بنیادی عقائد کی تردید کرتا ہے۔ لہٰذا نعوذ باللہ قرآن مجید انسانی افتراء ہے۔ اس حقیقت کو دانستہ یا نادانستہ نہ سمجھنے کا نتیجہ ہے کہ قرآن مجید اسی بنیادی تعلیم کو جو صحائف سابقہ میں دی گئی تھی کامل اور مکمل شکل میں تمام عالم کے لئے پیش کرتا ہے جبکہ سابقہ صحائف کا دائرہ قومی یا ملکی حدود کے اندر محدود تھا۔ اس بنیادی امتیاز کے نتیجہ میں بھی جہاں قرآن مجید سابقہ صحائف کی تصدیق کرتا ہے وہاں ان کی تعلیمات کی محدودیت اور ان کے قومی اور ملکی مصالح کی پابندیوں میں جکڑا ہونے کے باعث ان سے اختلاف پر بھی مجبور ہے۔ ملکی اور قومی محدود تعلیمات عالمگیر پیمانے پر نافذ نہیں کی جاسکتیں۔ بائبل کے ۱۲ قبائل کے لئے پناہ کے شہر اور یوبلی کا سال اور بنی اسرائیل کے چنندہ قوم ہونے کی تعلیمات عالمگیر سطح پر ناممکن العمل ہیں اور قرآن نے ان کو دور کرنا ہی تھا۔ شاید آپ یہ کہیں کہ بے شک پرانا عہدنامہ تو ملکی اور نسلی حدود میں محدود ہے مگر نیا عہدنامہ تو ان حدود میں جکڑا نہیں ہوا تو یہ بھی آپکی غلط فہمی یا غلط تشریح ہے۔ حضرت مسیحؑ تو قطعی طور پر اپنے مشن کو محدود سمجھتے تھے اور انہوں نے کہیں بھی عالمگیریت کا دعویٰ نہیں کیا۔ سنئے انجیل کیا کہتی ہے:

> ”پھر یسوع وہاں سے نکل کر صور اور صیدا کے علاقہ کو روانہ ہوا اور دیکھو ایک کنعانی عورت ان سرحدوں سے نکلی اور پکار کر کہنے لگی اے خداوند ابن داؤد مجھ پر رحم کر ایک بد روح میری بیٹی کو بری طرح ستاتی ہے مگر اس نے کچھ جواب نہ دیا اور اس کے شاگردوں کے پاس آکر اس سے یہ عرض کی کہ اسے رخصت کر دے کیونکہ وہ ہمارے پیچھے چلاتی ہے۔ اس نے جواب میں کہا کہ میں اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے سوا کسی اور کے پاس نہیں بھیجا گیا مگر اس نے آ کر سجدہ کیا اور کہا اے خداوند میری مدد کر۔ اس نے جواب میں کہا لڑکوں کی روٹی لے کر کتوں کو ڈال دینا اچھا نہیں۔ اس نے کہا ہاں خداوند کیونکہ کتے بھی ان ٹکڑوں میں سے کھاتے ہیں جو ان کے مالکوں کی میز سے گرتے ہیں۔ اس پر یسوع نے جواب میں اس سے کہا اے عورت تیرا ایمان بہت بڑا ہے جیسا تو چاہتی ہے تیرے لئے ویسا ہی ہو اور اس کی بیٹی نے اسی گھڑی شفا پائی“۔
>
> (متی ۱۵ : ۲۱ تا ۲۸)

اور یہی تعلیم انہوں نے اپنے حواریوں کو بھی دی اور انہیں کہا:

> ”غیر قوموں کی طرف نہ جانا اور سامریوں کے کسی شہر میں داخل نہ ہونا بلکہ اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے پاس جانا“۔
>
> (متی ۱۰ : ۶، ۷)

امر واقعہ یہ ہے کہ پادری وہیری صاحب کو جو بات اعتراض نظر آتی ہے وہ حکمت سے پر ہے۔ پادری صاحب کہتے ہیں کہ قرآن شریف صحائف سابقہ کی تصدیق بھی کرتا ہے مگر ان کی تردید بھی کرتا ہے اور یہ بات نعوذ باللہ قرآن مجید کے افتراء کا ثبوت ہے حالانکہ یہی بات قرآن شریف کے عدل و انصاف کا زبردست ثبوت ہے کہ نہ وہ آنکھیں بند کر کے ہر بات کی تائید کرتا چلا جاتا ہے نہ تعصب کی پٹی آنکھوں پر باندھ کر ہر بات کی تردید کرتا چلا جاتا ہے بلکہ جو حکمت و صداقت اور دانشمندی کے مطابق پاتا ہے اس کی تائید و تصدیق فرماتا ہے اور جس بات کو خلاف عقل، خلاف صفات باری تعالیٰ دیکھتا ہے اسکی پر زور تردید فرماتا ہے۔

الفضل انٹرنیشنل کی زیادہ سے زیادہ خریداری کے ذریعہ اس روحانی چشمہ کے فیض کو عام کریں۔ نہ صرف خود خریدار بنیں بلکہ دوسروں کو بھی خریداری کی طرف توجہ دلائیں۔
(مینیجر)

ضروری اعلان

وصیت کا قاعدہ نمبر ۵۲ تبدیل ہو گیا ہے۔ تبدیل شدہ قاعدہ کے مطابق ایسے موصی / موصیات جو اپنی جائداد کا حصہ ادا کر کے سرٹیفکیٹ لے چکے ہوں ان کو بھی اپنی جائداد کی آمد سے حصہ آمد بشرح ۱/۱۶ ادا کرنا لازمی ہوگا (آمد از کرایہ مکان، دوکان، زرعی زمین وغیرہ)۔

ترمیم شدہ قاعدہ نمبر ۵۲ یہ ہے:۔

”جس جائداد کا حصہ جائداد سو فیصدی ادا کر دیا گیا ہو اس پر حصہ آمد بشرح چندہ عام کی ادائیگی لازمی رہے گی“۔

(سیکرٹری مجلس کارپرداز، ربوہ)

خریداران سے گزارش

اپنے پتہ کی تبدیلی یا تصحیح کے لئے اطلاع دیتے وقت ایڈریس لیبل پر درج AFC حوالہ نمبر ضرور درج کریں شکریہ
(مینیجر)

SELF SERVICE/
COIN OPERATED
LAUNDERETTE AND DRY
CLEANING FACILITIES

J & L LAUNDERETTE

159 PARK ROAD
KINGSTON UPON THAMES

خطبہ جمعہ

جماعت کو اپنے کردار میں وہی اعلیٰ پاک نمونے قائم کرنے چاہئیں جن کی حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے غلاموں سے توقع ہے۔

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
بتاریخ ۹ ستمبر ۱۹۹۴ء مطابق ۹ تبوک ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له، وأشهد أن محمدًا عبده ورسوله. أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم. ‹بسم الله الرحمٰن الرحيم. الحمد لله رب العٰلمين. الرحمٰن الرحيم. مٰلك يوم الدين. إياك نعبد وإياك نستعين. اهدنا الصراط المستقيم. صراط الذين أنعمتَ عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين.›

آج کے خطبے سے پہلے جن اجتماعات یا جلسوں کے اعلانات کی خواہش کا اظہار کیا گیا ہے وہ حسب ذیل ہیں۔ مجلس خدام الاحمدیہ ضلع بہاولنگر کا سالانہ اجتماع کل ۸ ستمبر بروز جمعرات سے جاری ہے اور آج خطبے کے ساتھ ختم ہوگا مجلس انصار اللہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ کا ایک روزہ سالانہ اجتماع آج ہی شروع ہو کر آج ہی ختم ہوگا لجنہ اماء اللہ اور ناصرات الاحمدیہ دوبئی کے زیر اہتمام ۹ ستمبر کو سیرۃ النبی کا جلسہ منایا جا رہا ہے۔ مجلس انصار اللہ ضلع عمرکوٹ کا سالانہ اجتماع آج سے شروع ہو رہا ہے کل اختتام پذیر ہوگا۔ مجلس انصار اللہ مونٹریال کا سالانہ اجتماع ۱۱ ستمبر بروز اتوار منعقد ہو رہا ہے۔ ناصرات الاحمدیہ کوئٹہ کا سالانہ اجتماع ۱۱ ستمبر بروز اتوار منعقد ہو رہا ہے۔ مجلس انصار اللہ ضلع حیدر آباد کا سالانہ اجتماع ۱۱ ستمبر بروز اتوار منعقد ہو رہا ہے مجلس انصار اللہ ضلع بدین کا اجتماع ۱۲ ستمبر کو اور ضلع میرپور کا ۱۳ اور ۱۴ ستمبر بروز منگل بدھ منعقد ہوگا۔ اس کے علاوہ زیورک سے اطلاع ملی ہے کہ جماعت احمدیہ سوئٹزرلینڈ کا بارہواں سالانہ جلسہ آج بروز جمعہ ۹ ستمبر سے شروع ہو کر ۱۱ ستمبر بروز اتوار تک جاری رہے گا۔ علاوہ ازیں صدر صاحب جماعت احمدیہ دہلی اطلاع دیتے ہیں کہ امسال پہلی مرتبہ دہلی میں ۱۱ ستمبر ۱۹۹۴ء بروز اتوار مجلس خدام الاحمدیہ کا سالانہ اجتماع منعقد ہو رہا ہے۔

یہ جو سلسلہ اعلانات کا شروع ہوا ہے اب یہ مزید جاری نہیں رکھا جا سکتا۔ اگر آئندہ اعلانات کرنے ہوئے تو وہ صرف ملکی اہم اجتماعات کے اعلان ہوا کریں گے یا بعض ایسے اعلانات جن کے متعلق میں سمجھتا ہوں کہ وہ جماعتیں دلداری کی محتاج ہیں یا کسی وجہ سے ان کی حوصلہ افزائی ضروری ہے۔ دراصل یہ سلسلہ جو شروع ہوا ہے اب اس نے ایک نیا رنگ اختیار کر لیا ہے کئی دفعہ چٹھیاں ملتی ہیں فیکسز ملتے ہیں اور باقاعدہ شکوے اور شکائتیں شروع ہو جاتے ہیں کہ آپ کو فلاں وقت فیکس دی گئی تھی آپ نے ہمارا اعلان کیوں نہ کیا۔ فلاں وقت اس کی تکرار کی گئی تھی پھر بھی آپ نے اعلان نہیں کیا۔ پھر اس کے بعد بات ختم ہونے کے بعد پھر اطلاع دی گئی اور سب ہمارے کارکن یا کارکنات ہم سے پوچھتے ہیں کہ کیا ہوا۔ ہمارے خلاف کیا بات ہے جو ہمارے اعلان نہیں ہو رہے۔ تو یہ دعا کی درخواستیں نہیں نام و نمود کا سلسلہ بن چکا ہے جو بہت ہی مضرات ہے اور ہمارے ایمان کے لئے نقصان دہ ثابت ہوگا اس لئے آئندہ سے یہ سلسلہ بند ہے سوائے اس کے کہ ملکی سطح پر اہم اجتماعات یا جلسے ہوں یا جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے بعض استثناء میں تالیف قلب کی خاطر یا تالیف قلوب کی خاطر خود کروں اور اس میں کسی درخواست کا تعلق نہیں ہوگا بلکہ اللہ تعالیٰ نے اگر خود میرے دل میں کسی جماعت کی دلداری کا خیال ڈالا اور جماعتی حکمت کے پیش نظر میں نے ضروری سمجھا تو میں خود ہی ایسا کروں گا۔ جو گزشتہ اجتماعات جن کا اعلان رہ گیا تھا اب ان کا اعلان بھی ایک دفعہ کر دیتا ہوں کیونکہ اس کے بعد پھر یہ شکووں کے سلسلے بند ہو جانے والے ہیں۔ ایک گھانا کے امیر ہمارے پاس بیٹھے ہوئے ہیں مجلس خدام الاحمدیہ گھانا کا نیشنل اجتماع یکم ستمبر تا ۳ ستمبر منعقد ہوا لیکن اعلان نہیں ہو سکا۔ لجنہ اماء اللہ کا سالانہ ضلعی اجتماع کونسی لجنہ اماء اللہ ہے نہیں لکھا ہوا۔ ۶ ستمبر کو منعقد ہوا کسی لجنہ اماء اللہ جس کا بھی ہوا تھا ان کے اجتماع کو بابرکت فرمائے (اس پر حاضرین نے آمین بلند آواز سے کہا تو حضور نے فرمایا) باقی سب کے لئے بھی صرف اسی ایک کے لئے آمین نہیں ہے۔ مجالس انصار اللہ ضلع کراچی اور حافظ آباد کے سالانہ اجتماعات ۶ ستمبر کو ہوئے اور مجلس انصار اللہ ضلع نواب شاہ کا اجتماع ۷ ستمبر بروز بدھ منعقد ہوا۔ اسی طرح مجلس انصار اللہ سانگھڑ کا اجتماع ۸ ستمبر یعنی کل منعقد ہوا۔

جو میں نے سلسلہ خطبات کا شروع کر رکھا ہے اس میں انسانی تعلقات کے دائرے پیش نظر ہیں اور انسان کے انسان سے معاملات کے حالات بہتر بنانے کی خاطر حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے ہی نصائح سے استفادہ کر رہا ہوں اور آپ ہی کے الفاظ میں حتی المقدور اس پاک چلن اور پاک نمونے کی جماعت سے توقع رکھتا ہوں جو حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے قدموں سے منسوب ہونے کا ایک طبعی تقاضا ہے۔ پس احادیث آپ ہی کے الفاظ میں پیش ہو رہی ہیں کہیں ضروری سمجھتا ہوں تو بعض حصوں کی تشریحات یا ان سے جو مضمون نکلتے ہیں ان پر گفتگو شروع ہو جاتی ہے۔

حضرت معاذؓ بن جبل بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا "جہاں بھی تم ہو اللہ کا تقویٰ اختیار کرو"، "جہاں بھی تم ہو اللہ کا تقویٰ اختیار کرو" یہ بہت ہی گہرا فقرہ ہے یعنی اس کا خیال کیوں آیا ہے کسی کو کہ جہاں بھی تم ہو اس لئے کہ اللہ ہر جگہ موجود ہے اور یہ ایک ایسے شخص کا کلام ہے جس کو نہ صرف خدا کی ذات پر کامل یقین ہے بلکہ اس کے ہر آن حاضر ہونے کا بھی پورا یقین ہے اور اس کے بغیر یہ تصور ہی دماغ میں پیدا نہیں ہو سکتا کہ جہاں بھی تم ہو اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔ "اگر کوئی برا کام کر بیٹھو تو اس کے بعد نیک کام کرنے کی کوشش کرو یہ نیکی اس بدی کو مٹا دے گی"۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "ان الحسنات یذھبن السیاٰت" کہ نیکیاں بدیوں کو دور کر دیتی ہیں اردو محاورے میں کہتے ہیں کھا جاتی ہیں تو اردو محاورہ تو غلط ہے کیونکہ نیکیاں بدیوں پہ تو تھوکتی بھی نہیں اس لئے کھانے کا کیا سوال ہے ہاں ان کو زائل کر دیتی ہیں جیسا کہ قرآنی محاورہ ہے "جاءالحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا" کہ حق آیا اور باطل بھاگ گیا کیونکہ باطل کے مقدر میں ہی بھاگنا ہے۔ پس نیکی اور بدی کی مثال نور اور اندھیرے کی سی ہے اور حق اور باطل کی بھی یہی مثال ہے پس "یذھبن السیات" ہی درست محاورہ ہے اور ہونا یہی تھا کیونکہ اللہ کا کلام ہے۔ فرماتا ہے کہ نیکیاں آتی ہیں تو بدیوں کو دور کر دیتی ہیں۔ اس بات کو سمجھانے کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ آگے جو بات آ رہی ہے اس کا کوئی غلط نتیجہ نہ نکالے۔ فرمایا اگر کوئی برا کام کر بیٹھو تو اس کے بعد نیک کام کرنے کی کوشش کرو۔ یہ سلسلہ نہ انسان چلا بیٹھے کہ بدیوں پر جرات اختیار کرے اور بدیاں کرتا چلا جائے اور کہے اس کے بعد میں کچھ نیکی کر لوں گا اور بدیاں دور ہو جائیں گی۔ بدی کے اثر اور اس کی عقوبت کا ذکر نہیں چل رہا یہ مضمون وہ ہے جو قرآن کریم نے بیان فرمایا ہے اور قرآن کریم فرماتا ہے کہ نیکی ہوتی ہی وہ ہے جو بدیوں کو نکال باہر پھینکے پس اگر ہر دفعہ وہی بدی کرنی ہے اور اس پر اصرار کرنا ہے اور پھر اس حدیث کا غلط معنی سمجھ کر نیکیاں کر کے اس کی عقوبت سے بچنے کی کوشش کرنا ہے تو یہ نہایت بیوقوفی ہے اس کا اس حدیث کے مضمون سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ مراد ہے نیکیاں کرو خواہ بار بار بھی کمزوری ہو مگر اس وجہ سے نہیں کہ میں نیکی کر کے کمزوری ٹھیک کر لوں گا۔ یہ جہالت ہے یہ اللہ تعالیٰ کے کلام سے لاعلمی بلکہ اس کی گستاخی کے مترادف ہے اس لئے بات کو سمجھ لیجئے مراد یہ ہے کہ اگر بدی ہوتی ہے تو اس بدی کو دور کرنے کی آپ میں طاقت نہیں ہے تو اس کا علاج یہ ہے کہ نیکیاں کریں اور جب نیکیاں کرتے ہیں تو نیکی کی لذت آپ پہ قبضہ کر لیتی ہے اور ایک ذاتی تعلق نیکی سے ایسا پیدا ہو جاتا ہے کہ اس کے مقابل پر بدی کا مزہ کم ہونے لگتا ہے یہاں تک کہ وہ بدی زائل ہو جاتی ہے۔ پس اگر بے اختیاری میں گناہ ہوں یا بے اختیاری میں بار بار بھی ہوں تو اس نیت سے نیکی کرنی ہے کہ اس بدی کو زائل کرنے میں نیکی سے مدد لینی ہے اور نیکیاں کرتے چلے جانا ہے یہاں تک کہ بدی کی کوئی گنجائش باقی نہ رہے اور اس کا وہی حال ہو جیسے

"جاءالحق وزھق الباطل" سچائی کا نور جب آتا ہے تو باطل کے اندھیرے خود بخود بھاگ جاتے ہیں وہ اکٹھے رہ نہیں سکتے۔

پھر فرمایا "اور لوگوں سے خوش اخلاقی اور حسن سلوک سے پیش آؤ" (ترمذی کتاب البر والصلۃ باب فی معاشرۃ الناس) ۔ لوگوں سے خوش اخلاقی اور حسن سلوک بھی نیکی کی مثال کے طور پر بیان ہوا ہے جب یہ فرمایا کہ نیکی کرو تو اس نیکی میں ایک خوش اخلاقی اور حسن سلوک کو بھی داخل کر لیا اور یہ ایک عام نیکی ہے جس سے معاشرہ سدھرتا ہے اور معاشرے میں آپس میں تعلقات میں ملائمت، نرمی اور شائستگی پیدا ہو جاتی ہے اس لئے اس کو عام دستور بنانا ضروری ہے کہ ہر ایک سے حسن سلوک کریں حسن معاملت کریں اور مسکرا کر محبت اور پیار سے بات کریں دلداریاں کریں یہ جو روزمرہ کے اخلاق کے تقاضے ہیں انہیں پورا کرنا ان نیکیوں میں داخل فرما دیا گیا ہے جن کے ذریعہ بدیاں مٹتی ہیں۔

> **نیکیاں کرو خواہ بار بار بھی کمزوری ہو مگر اس وجہ سے نہیں کہ میں نیکی کر کے کمزوری ٹھیک کرلوں گا۔ یہ جہالت ہے، یہ اللہ تعالیٰ کے کلام سے لاعلمی بلکہ اس کی گستاخی کے مترادف ہے۔**

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میرے ایک ماموں تھے جو بچھو کا دم کرتے تھے حضور نے جب دم کرنے سے منع فرمایا تو وہ حضور کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول آپ نے دم کرنے سے منع فرمایا ہے اور میں بچھو کا دم کرتا ہوں اور لوگوں کو اس سے فائدہ ہوتا ہے اس پر آپ نے فرمایا تم میں سے جو شخص اپنے بھائی کو کوئی فائدہ پہنچا سکے وہ ضرور پہنچائے۔ مقصد یہ ہے کہ دم درود کو پیشہ بنانا جائز نہیں اور وہ اللہ تعالیٰ کی آیات کو بیچنے کے مترادف ہے یعنی ایک قسم بیچنے کی یہ بھی ہے کہ انسان کچھ قرآن کریم کی آیات یا کچھ اور نیکی کے کلمات پڑھ کر کسی پر پھونکے اور پھر ان سے پیسے وصول کرے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم نے اس کی تشریح فرمادی ہے اگر خدا کے کلام سے تم برکت حاصل کرتے ہوئے کسی کو فائدہ پہنچانا چاہتے ہو اور تمہارا تجربہ بتاتا ہے کہ اس سے فائدہ پہنچ رہا ہے تو اس نیکی کی غرض سے دم کرنے سے نہ رکو کیونکہ یہ اس مضمون میں داخل نہیں ہے جس کا تعلق خدا کی آیات بیچنے سے ہے۔ (مسلم کتاب السلام باب استحباب الرقیۃ)

ایک اور موقع پر جیسا کہ میں پہلے بھی بیان کر چکا ہوں کئی دفعہ، دو صحابی کسی جگہ مشکل میں مبتلا ہوئے اور کھانے اور پانی سے محروم تھے ان کو ایک قبیلے نے اپنے دشمن قبیلے کا حصہ سمجھتے ہوئے اندر داخل ہونے سے ہی منع کر دیا مگر جب ان کے سردار کو پتہ چلا جو شدید سر درد میں مبتلا تھا تو اس کو خیال آیا کہ شاید ان کے پاس کوئی ٹوٹکا ایسا ہو جس سے میں ٹھیک ہو جاؤں ان کی طرف آدمی بھگائے ان کو بلایا گیا اور پھر جب انہوں نے سورہ فاتحہ کا دم دیا تو اس کی درد آناً فاناً ٹھیک ہو گئی اس کے بعد انہوں نے جو تحفہ پیش کیا وہ انہوں نے کھایا لیکن آپس میں گفتگو ہوئی۔ ایک نے کہا کہ یہ حرام تو نہیں ہو گیا کہیں یعنی مجھے شک ہے اور دوسرے نے کہا کہ نہیں جائز ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم نے اس کے جائز ہونے کا فتویٰ اس طرح دیا کہ خود ان سے ایک ٹکڑا گوشت کا مانگ کر وہ بھی کھایا اور بتایا کہ ہاں ایسا جائز ہے کہ محمد رسول اللہ کے لئے بھی جائز ہے۔ تو جو تقویٰ میں سب سے بڑھا ہوا ہے اگر اس کے لئے جائز ہے تو ادنیٰ آدمیوں کے لئے کسی تردد کی ضرورت نہیں۔ اس حدیث کا اس حدیث سے تصادم نہیں ہے یہ میں اس وجہ سے دوبارہ آپ کے سامنے رکھ رہا ہوں ایک انسان کسی سے نیکی کرتا ہے اور وہ نیکی کے جواب کے طور پر کچھ تحفہ پیش کرتا ہے تو یہ آیات بیچنے کے دائرے میں داخل نہیں ہے۔ اگر ایسا ہوتا تو نعوذ باللہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم نہ اجازت دیتے نہ اس میں سے خود کچھ کھاتے۔ تو اس لئے یہ نہ سمجھیں کہ ان دو باتوں میں تضاد ہے۔ مضمون یہی ہے کہ اس نیت سے خدا تعالیٰ کے کلام سے لوگوں کو فائدہ نہیں پہنچانا کہ وہ اس کے بدلے میں کچھ رقم دیں اور نہ یہ مطالبہ ہو نہ یہ نیت ہو۔ ہاں فائدے کی خاطر بنی نوع انسان سے ہمدردی کے لئے جو دم آپ پڑھتے ہیں وہ سراسر جائز ہے اور پھر اگر کوئی تحفہ پیش کرتا ہے تو وہ آپ کے لئے تحفہ ہے نہ کہ اس دم کی قیمت۔

ابوالحسن بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمرو بن مرہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو امام حاجت مندوں، ناداروں اور غریبوں کے لئے اپنا دروازہ بند رکھتا ہے اللہ تعالیٰ بھی اس کی ضروریات وغیرہ کے لئے آسمان کا دروازہ بند کر دیتا ہے۔ حضور علیہ السلام کے اس ارشاد کو سننے کے بعد حضرت معاویہ نے ایک شخص کو مقرر کر دیا کہ وہ لوگوں کی ضروریات اور مشکلات کا مداوا کیا کرے اور ان کی ضرورتیں پوری کرے۔ (ترمذی کتاب الاحکام باب فی امام الرعیۃ) ۔

یہ جو حدیث ہے یہ قابل توجہ ہے اور کچھ تشریح کی محتاج ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ جو لوگوں کی ضرورتیں پوری کرے اس کی ضرورتیں خدا پوری کرتا ہے یہ تو ایک مثبت مضمون ہے جو دوسری احادیث میں بھی ملتا ہے اور اس میں کوئی اشتباہ نہیں کسی قسم کی کوئی گنجلک نہیں ہے جسے دور کیا جائے جو ایسا نہیں کرتا یعنی جو غریبوں پر اپنے دروازے بند کرے اس کی ضرورتوں کے لئے آسمان کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں یہ مضمون عام نہیں ہے کیونکہ اگر یہ مضمون عام ہو تو جتنے ایسے بدنصیب لوگ ہیں جو مال دولت والے ہیں اور اپنے دروازے غریبوں پر بند رکھتے ہیں یا وہ امیر قومیں جو اپنے اموال اور دولتوں کو غریب قوموں پر خرچ نہیں کرتیں بلکہ محض تجارتی یا سیاسی فوائد کی خاطر ان کو استعمال کرتی ہیں ان کی ضرورتیں سب بند ہو جانی چاہئیں اور ایسے سب لوگ دیکھتے دیکھتے محتاج ہو جانے چاہئیں۔ پس اس حدیث کے مضمون کو عام نہ سمجھا جائے میرا تجربہ بتاتا ہے کہ جن خدا کے بندوں میں کچھ ایمان ہو جن کو اللہ بچانا چاہے ایسی سزائیں صرف ان کو دیتا ہے اور جو خدا سے دور ہیں جن سے اللہ بے نیاز ہو چکا ہے ان کو یہ سزا نہیں دی جاتی۔ تو بعض دفعہ سزا کا دیا جانا پیار کا اظہار ہوتا ہے اور سزا کا نہ دینا غضب کا اظہار ہوتا ہے۔ اس حدیث کا بھی اسی مضمون سے تعلق ہے بعض لوگ جو خدا کا ذکر بھی کرتے ہیں اس سے پیار بھی رکھتے ہیں اور اپنی بدنصیبی کی وجہ سے اتنے خسیس ہوتے ہیں کہ اس کے باوجود ان کی اصلاح نہیں ہوتی اور خدا کے بندوں پر وہ فیض بند کر دیتے ہیں جو اللہ نے ان کو عطا کیا ہے تو اللہ تعالیٰ ان پر اپنے فیض کے دروازے بند کرتا ہے ان کو سمجھانے کے لئے ان کو بچانے کے لئے اور کئی دفعہ ایسے لوگ سمجھ کر پھر بچ بھی جاتے ہیں اور جو نہ بچیں پھر وہ خدا سے ضائع ہو جاتے ہیں پس یہ وہ مضمون ہے جس کو خوب اچھی طرح سمجھ لینا چاہئے اور یہ صرف اسی دائرے سے تعلق نہیں رکھتا کہ ضرورتیں پوری کی جائیں بلکہ اور بھی بہت سے ایسے روزمرہ کے تجربات ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے جن سے نیک توقعات رکھتا ہے ان کی ادنیٰ لغزشوں کو بھی بعض دفعہ پکڑتا ہے یہ بتانے کے لئے کہ مجھے تمہاری یہ بات پسند نہیں آئی اور ان کو ایک معمولی سی سزا دے کر سمجھا دیتا ہے اور اس کے بعد پھر ان سے غیر معمولی حسن سلوک فرماتا ہے غیر معمولی پیار سے ان کی دلداریاں کرتا ہے۔

یہ جو خدا کا بندوں سے تعلق ہے یہ انسانی تعلقات کے دائروں پر غور کرنے سے بھی سمجھ میں آ جاتا ہے۔ بعض لوگ کسی انسان کے ساتھ بدسلوکیاں کرتے چلے جاتے ہیں لیکن اس کو کوڑی کی بھی پروا نہیں کوئی جواب نہیں دیتا لیکن اپنا کوئی پیارا جس پر اعتماد ہو اس کی ادنیٰ سی لغزش سے بھی دل پارہ پارہ ہو جاتا ہے اور پھر انسان اس سے نظر پھیرتا ہے یا اس کو وقتی طور پر سمجھانے کی خاطر کوئی اس کو نمونہ اپنی ناراضگی کا عطا کرتا ہے۔ یہ اس لئے کہ تاکہ وہ سمجھ جائے اور اس کے بہترین اور پاکیزہ تعلقات دوبارہ اس سے بحال ہو جائیں چونکہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنی فطرت پر پیدا فرمایا ہے جیسا کہ قرآن کریم میں ہے تو اس سے یہ مراد ہے کہ جتنی فطرت بھی انسان کو عطا ہوئی ہے وہ خدا کی فطرت یا اس کے صفات کے مطابق ہے اس کے منافی نہیں ہے۔ یہ مطلب بھی نہیں کہ خدا کی تمام صفات انسان میں جلوہ گر ہیں۔ نہ خدا کی تمام صفات فرشتوں میں جلوہ گر ہیں نہ انسان میں ہیں بلکہ خدا کی مخلوقات کے امکانات لامتناہی ہیں اور ہر مخلوق میں خواہ وہ ادنیٰ ہو یا اعلیٰ ہو خدا کی صفات ضرور جلوہ گر ہوتی ہیں کہیں کم کہیں زیادہ۔ تو مراد یہ ہے کہ انسان کو اس حد استطاعت تک اللہ تعالیٰ نے اپنی صفات کے نمونے پر بنایا ہے اور اسی نمونے کو قائم رکھنا ہی حقیقی نیکی ہے اور اس سے باخدا انسان بنتے ہیں پس جو اپنی فطرت کے خواص کو چمکاتا ہے جو الٰہی صفات ہیں وہ باخدا بنتا چلا جاتا ہے جو ان صفات کو نظرانداز کر کے محض خدا کے حضور ماتھا ٹیکنے کو ہی عبادت سمجھتا ہے یا زندگی کا مقصد اور صفات الٰہی سے آنکھیں بند کر لیتا ہے صفات الٰہی کے سامنے اپنی گردن نہیں جھکاتا وہ انسان دھوکے میں مبتلا ہے کہ میں عبادت کر رہا ہوں بلکہ اس کی عبادت محض ایک جسم کا جھکنا ہے اس سے زیادہ اس کی کوئی

MOST COMPETITIVE PRICES IN WORLD WIDE FREIGHT FORWARDING & TRAVEL
ARIEL ENTERPRISES
26 LEGRACE AVENUE, HOUNSLOW, MIDDLESEX TW4 7RS
PHONE 081 564 9091
FAX 081 759 8822

IMPORTERS & EXPORTERS OF
READY MADE GARMENTS
S.S. ENTERPRISES
TELEPHONE AND FAX NO:
081 788 0608

حقیقت نہیں۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم جو بات فرماتے ہیں چونکہ وہ صفات الٰہی کا کامل مظہر ہیں اس لئے صفات الٰہی کے دائرے میں ہی ان باتوں پر غور ہونا چاہئے اور صفات الٰہی اگر براہ راست سمجھ نہ آئیں تو ان انسانوں کی پاک فطرت کے حوالے سے وہ سمجھ آسکتی ہیں جنہوں نے کسی دائرے میں اپنی فطرت کی حفاظت کی ہوئی ہے وہ جب اپنے نفس میں ڈوب کر دیکھتے ہیں اپنے تعلقات کا جائزہ لیتے ہیں تو ان کو حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا وہ کلام جو خدا کے بارے میں ہے سمجھ آنے لگتا ہے۔

> **اگر بے اختیاری میں گناہ ہوں یا بے اختیاری میں بار بار بھی ہوں تو اس نیت سے نیکی کرنی ہے کہ اس بدی کو زائل کرنے میں نیکی سے مدد لینی ہے اور نیکیاں کرتے چلے جانا ہے یہاں تک کہ بدی کی کوئی گنجائش باقی نہ رہے۔**

ہاں ایک اور بات اس میں یہ ذکر ہے کہ حضرت معاویہ نے ایک شخص کو مقرر کر دیا کہ جب حضرت معاویہ نے یہ سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا تھا کہ جو لوگوں پر اپنے دروازے بند کرتا ہے اللہ تعالیٰ آسمان پر اس کے لئے دروازے بند کر دیتا ہے تو انہوں نے ایک شخص کو مقرر کر دیا کہ لوگوں کی شکایات کا مداوا کرے یہ حدیث نہیں ہے یہ حضرت معاویہ کا ایک ردعمل ہے جو بیان ہوا ہے اور میرے خیال میں یہ ردعمل اس حدیث کے مضمون کے عین مطابق نہیں ہے ایک امیر آدمی کا یا ایک بادشاہ کا کسی دربان کو مقرر کر دینا، کسی ایک شخص کو مقرر کر دینا کہ لوگوں کی حاجتیں پوری کرتا پھرے یہ ہرگز اس حدیث کے منشاء کے مطابق بات نہیں ہے یہ ایک الگ مضمون ہے جو بادشاہوں کی ذمہ داریوں سے تعلق رکھتا ہے ان کو ادا کرنی چاہئیں اس کا انسانی نفس سے تعلق ہے وہ شخص جس کا نفس بنی نوع انسان کی حاجت روائی کے لئے کھلا رہتا ہے جس کی فطرت کے دروازے ہمدردی کے ساتھ خدا کے مجبور اور مقہور اور معذور بندوں کے لئے کھلے رہتے ہیں اور اس کا فیض ان دروازوں سے ہمیشہ ان کے لئے جاری رہتا ہے یہ وہ مضمون ہے جس کا آسمان کے دروازے کے کھلنے یا اس کے برعکس ان کے بند ہونے سے تعلق ہے۔ پس وہ لوگ جو فطرتاً بنی نوع انسان کی ہمدردی میں مگن رہتے ہیں ان کی فطرت ہر وقت تقاضا کرتی ہے کہ ضرورتمند کی ضرورت پوری کی جائے بیمار کو شفا بخشی جائے اور مصیبت زدگان کی مصیبتوں کا حل کیا جائے وہ ہیں جن کے دروازے کھلے ہیں نہ کہ وہ جو دربانوں کو ہدایت کر دیں کہ کسی کا خیال رکھو یا ملازموں کو ہدایت کر دیں۔ پس یہ پاک تبدیلی اگر فطرت کے اندر پیدا ہو جائے اور انسانی فطرت کے دروازے خدا کے محتاج بندوں کے لئے کھل جائیں تو اس حدیث کا جو برعکس مضمون ہے وہ بھی لازماً صادق آتا ہے کہ آسمان کے دروازے ان پر کھولے جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کی ضروریات کا خود خیال فرماتا ہے۔

یہ جو احادیث ہیں ان کا حوالہ میں دینا بھول گیا تھا ابوالحسن سے جو حدیث روایت ہے یہ ترمذی کی ہے اور دم والی حدیث جو بیان کی تھی یہ مسلم کتاب السلام سے لی گئی تھی اور جہاں کہیں بھی تم ہو تقویٰ اختیار کرو یہ حدیث جو ہے یہ ترمذی کتاب البر سے لی گئی تھی۔

اب ایک حدیث امام مالک کی موطا سے لی گئی ہے۔ حضرت امام مالک رحمہ اللہ یحی معزنی رضی اللہ کی روایت بیان کرتے ہیں کہ ضحاک بن خلیفہ نے مدینہ کی ایک وادی سے پانی کی ایک نالی نکالنی چاہی تاکہ اپنے کھیت سیراب کر سکے۔ یہ نالی محمد بن مسلمہ کی زمین میں سے ہو کر گزرتی تھی۔ محمد بن مسلمہ نے اس کی اجازت نہ دی ضحاک نے ان سے کہا کہ تم کیوں روکتے ہو تمہارا بھی اس میں فائدہ ہے پہلے تم اپنی زمین کو پانی دے دینا اور بعد میں وہ بھی فائدہ حاصل کر سکتا ہے تمہارا کوئی نقصان نہیں لیکن محمد نے کہا بس میری مرضی ہے میری زمین ہے میں اجازت نہیں دیتا۔ ضحاک نے حضرت امیرالمومنین عمر بن الخطاب کی خدمت میں اس مشکل کا ذکر کیا آپ نے محمد بن مسلمہ کو بلایا اور کہا کہ وہ ضحاک کی بات مان لے لیکن محمد بن مسلمہ نے مسلسل انکار کیا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا جب تمہارا بھی اس میں فائدہ ہے اور نقصان نہیں ہے تو اپنے بھائی کو فائدہ پہنچانے سے کیوں روکتے ہو لیکن وہ اپنی بات پر اڑے رہے اور یہ کہا خدا کی قسم میں ان کو ہرگز اجازت نہیں دوں گا یعنی خدا کی قسم کھالی تاکہ حضرت عمر اس نام کے خیال سے مزید اصرار نہ کریں۔ اب پہلی بات قابل غور یہ ہے کہ خدا کی اگر قسم کھائی جائے تو اس پر وہ جو خدا کی محبت رکھتا ہے یا خدا کا غیر معمولی احترام دل میں رکھتا ہے وہ تو رک جایا کرتا ہے۔ کیا حضرت عمرؓ اس قسم کی وجہ سے رک گئے؟ ہرگز نہیں۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا یہ نالی اگر تمہارے پیٹ پر سے بھی گزارنی پڑے تو میں اسے ضرور جاری کرواؤں گا اور جاری کروائی تم ہوتے کون ہو بنی نوع انسان کے فوائد کی راہ میں حائل ہونے والے۔

اب اس مضمون میں دو باتیں ہیں جو قابل توجہ ہیں ایک موقع پر حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا عقد کسی سے ہوا۔ یہ وہ بدنصیب خاتون ہیں جو پھر ازواج مطہرات میں داخل نہیں ہو سکیں اور آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم جب کمرے میں داخل ہوئے تو اس نے کہا کہ میں خدا کے نام پر تمہیں اپنے پاس آنے سے روکتی ہوں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اسی وقت قدم روک لیا اسی وقت دروازے سے باہر چلے گئے اور وہ معاملہ ایسے ہو گیا جیسے وہ کالعدم تھا اس کا کوئی وجود نہیں تھا تو جہاں خدا کے نام کی عزت کا تعلق ہے جہاں تک کسی شخص کے اپنے ذاتی حقوق کا تعلق ہے جن کو اللہ کے نام کی غیرت ہے اس سے محبت ہے وہ ایک ذرہ بھی اس کے بعد اصرار نہیں کرتے جس پر ان کو خدا کے نام سے روکا جا رہا ہو لیکن جہاں خدا کی مرضی کے خلاف اللہ تعالیٰ کا نام استعمال ہو رہا ہو جہاں ان باتوں میں اللہ کا نام استعمال کیا جائے جہاں خدا نے حق نہیں دیا وہاں محض خدا کے نام کی خاطر رکنا اللہ تعالیٰ کے نام کی عزت افزائی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے احکام کے مخالف حرکت کرنا ہے۔ پس یہ جو دو حدیثیں ہیں ان سے کوئی شخص تصادم سمجھتے ہوئے یہ نہ سمجھے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے تو ایسا نمونہ دکھایا تھا اور حضرت عمرؓ خلیفہ ہونے کے باوجود خدا کا نام سننے کے بعد بھی رکے نہیں بلکہ یہ فرمایا کہ میں تمہارے پیٹ پر سے بھی نالی گزارنی پڑی تو ضرور نکالوں گا۔ یہ بہت ہی اہم بات ہے۔ حضرت عمر کا یہ فیصلہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے مزاج کے مطابق ہے اور قرآنی تعلیم کے مطابق ہے ایک بھائی دوسرے بھائی کو جو فائدہ پہنچا سکتا ہے اس سے نہیں رکنا چاہئے لیکن اگر وہ اپنے عام معاملات میں رکتا ہے تو یہ الگ مسئلہ ہے لیکن جہاں تک انسان کے انسان پر حقوق ریاست سے تعلق رکھتے ہوں جہاں ان حقوق میں ریاستی دستور کا مضمون داخل ہو جائے اور ایک Civil Right کا مضمون ہو وہاں ریاست کے مالک کا یا حکمران کا فرض ہے کہ Civil Right کو خدا کی تعلیم کے مطابق جاری کرے۔ پس آج کل ہمارے ملکوں میں یہ ہوتا ہے بعض دفعہ ایک امیر آدمی کے کھیت سے کسی غریب آدمی کی نالی نکلنی ہوتی ہے وہ گورنمنٹ منظور بھی کر لیتی ہے وہ انکار کر دے تو کچھ پیش نہیں جاتی حالانکہ اگر حقیقی اسلامی روح ہو تو حکومت کا فرض ہے کہ یہ جائزہ لے کہ اگر کسی بھائی کا فائدہ پہنچ رہا ہے اور کسی کا معمولی نقصان ہے جو ایک نالی نکالنے کے نتیجے میں طبعاً ہونا ہے تو اس کو اس کی اجازت نہیں ہونی چاہئے کہ وہ روک دے۔ میرے پاس ایک دفعہ ایک شکایت ملی چند احمدی گھرانوں کی طرف سے کہ فلاں احمدی دوست ہیں اچھے بھلے کھاتے پیتے اور صاحب حیثیت، ہم نے حکومت سے نالی منظور کروائی وہ اجازت نہیں دیتے تو میں نے ان سے پتہ کروایا تو بات وہی تھی کہ معمولی نقصان کی خاطر ایک بھائی کے بڑے فائدے سے ان کو روکا جا رہا تھا تو میرے پاس تو ریاستی اختیارات نہیں ہیں مگر میں نے ان کو پیغام بھجوا دیا کہ اگر آپ نے ایسا کیا تو میرے آپ سے ذاتی تعلقات ٹوٹ جائیں گے اور اس کے علاوہ میں جماعت کو کہوں گا کہ ہر ممکن اس شخص کی مدد کرے اور جہاں تک جماعت کا زور چلا ہم ضرور کروا کے چھوڑیں گے۔ اب اللہ بہتر جانتا ہے کہ وہ کام ہوا یا نہیں مگر اس کے بعد دونوں کی طرف سے مجھے کوئی اطلاع نہیں ملی۔ تو میں یہ بات اس لئے بیان کر رہا ہوں کہ یہ زمیندارہ، چھوٹی چھوٹی گھٹیا باتیں جماعت کے اعلیٰ کردار کے مخالف اور معاند ہیں۔ مخالف اور معاند اس لئے کہ جماعت کے دوسرے اخلاق کو بھی یہ بداخلاقیاں چاٹ جاتی ہیں اور ان کی دشمن ہو جاتی ہیں پس اس لئے جماعت کو اپنے کردار میں وہی اعلیٰ پاک نمونے قائم کرنے چاہئیں جن کی حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے غلاموں سے توقع ہے۔ اور یہ جو قرآن کریم میں آتا ہے "ویمنعون الماعون" اس کا اسی مضمون سے تعلق ہے۔ خدا تعالیٰ نے بڑی سخت ناراضگی کا اظہار فرمایا ہے ان لوگوں سے جو نمازیں پڑھنے کے باوجود بنی نوع انسان کو فائدہ پہنچانے کے معاملے میں اپنی مٹھیاں بند کئے رہتے ہیں اور ماعون سے مراد ماء پانی والا ماء نہیں ہے بلکہ عین سے ہے۔ ماعون۔ "یمنعون الماعون" کا مطلب ہے روز مرہ کی ہمسایوں کی

fozman foods

BUYING GROUP FOR GROCERS
AND C.T.N. SHOPS
2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX

TELEPHONE
081 478 6464 & 081 553 3641

ضرورتیں چھوٹی موٹی باتوں میں جہاں تکلیف ہوتی ہے ہمسائے کو۔ کوئی حاجت روائی کے لئے آ جاتا ہے یا کوئی آٹا مانگ لیا کسی وقت کوئی آگ طلب کر لی۔ یہ وہ چیزیں ہیں جو ماعون سے تعلق رکھتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وہ مصلی، وہ نماز پڑھنے والے جن کے کردار کا یہ عالم ہو کہ اپنے بھائیوں کے چھوٹے چھوٹے فائدے بھی روک دیں یہاں ان کے حقوق کا سوال نہیں ہے اپنی ملکیت سے معمولی فائدہ بھی لوگوں کو نہ پہنچائیں فرمایا ان پر ہلاکت ہے۔ "ویل للمصلین" ایک ہی جگہ ہے جہاں نماز پڑھنے والوں پر ہلاکت ڈالی گئی ہے اور وہ یہ جگہ ہے "الذین ھم عن صلاتھم ساھون" فرمایا اس لئے کہ وہ نماز تو پڑھتے ہیں لیکن نماز کے مضمون سے غافل ہیں اس کی غرض و غایت سے بے خبر ہیں۔ "الذین ھم عن صلاتھم ساھون ○

ہر ایک سے حسن سلوک کریں۔ حسن معاملت کریں اور مسکرا کر محبت اور پیار سے بات کریں۔ دلداریاں کریں۔ یہ جو روزمرہ کے اخلاق کے تقاضے ہیں انہیں پورا کرنا ان نیکیوں میں داخل فرما دیا گیا ہے جن کے ذریعہ بدیاں مٹتی ہیں۔

الذین ھم یراءون و یمنعون الماعون" یہ وہ لوگ ہیں جن کی نمازیں محض دکھاوے کا ذریعہ بن جاتی ہیں اس سے زیادہ ان کی کوئی حیثیت نہیں رہتی اور پھر نتیجتہً یہ نماز کے فیض سے ایسے محروم رہ جاتے ہیں کہ چھوٹے چھوٹے اپنے فیوض سے بھی اپنے بھائیوں اور اپنے ہمسایوں کو محروم رکھتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جن پر آسمان کے دروازے بند کئے جاتے ہیں اور یہاں جیسا کہ میں نے بیان کیا تھا وہ لوگ مراد ہیں جو نمازیں پڑھ کر بظاہر خدا کے حکم کی اطاعت بھی ضروری سمجھ رہے ہیں اور دین سے بے تعلق نہیں ہوئے کچھ نہ کچھ تعلق اللہ سے موجود ہے ان کو سزا پھر ملتی ہے اور بعض دفعہ تو ہلاکت کی سزا ملتی ہے جیسا کہ اس آیت میں ہے یعنی وہ بالکل کاٹے جاتے ہیں ان پر دروازے آسمان کے روزمرہ کے بند نہیں کئے جاتے جہاں "ویل" کا لفظ آگیا وہاں یہ مضمون ختم ہو جاتا ہے لیکن ایسے لوگ ذرا ادنیٰ بیماری میں مبتلا ہوں عبادتیں بھی کر رہے ہوں اور ان کمزوریوں میں بھی مبتلا ہو جائیں اگر اللہ ان کو بچانا چاہے تو ان سے اپنے ہاتھ روک لیتا ہے اور پھر اس طرح ان کو سبق ملتا ہے اور جو خوش نصیب ہیں وہ بچ بھی جاتے ہیں۔

خادموں اور مزدوروں سے حسن سلوک کا معاملہ بھی توجہ طلب ہے یہاں ذاتی نوکروں کا رواج تو کم ہے یعنی یورپ میں لیکن ہمارے تیسری دنیا کے ممالک میں یہ عام رواج ہے اور ان سے جو سلوک ہوتا ہے وہ بہت ہی ناقابل برداشت ہے اور ہرگز اسلامی سلوک سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے وہ غیر اسلامی سلوک ہے جو ہمارے معاشرے میں اکثر کیا جاتا ہے۔ نوکروں کے لئے بسا اوقات سخت کام ایسے لئے جانا ان سے کہ جو عام روزمرہ کی طاقت سے بڑھ کر ہوں یہ ظلم ہے یہ اگر جانوروں سے بھی کیا جائے تو تب بھی اس کی اجازت نہیں ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے سختی سے منع فرمایا ہے۔ ایک موقع پر ایک اونٹ کی حالت خراب دیکھی تو آپ نے بہت سخت ناراضگی کا اظہار فرمایا اور کہا کہ اس کا مالک اس پہ ظلم کرتا ہے اور پھر اس نے اس کو آزاد کیا اپنی بخشش کی خاطر اور فرمایا کہ یہ تو شکایت کر رہا ہے اپنے مالک کے خلاف ظلم کی۔ تو اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا فیض جانوروں پر بھی اسی طرح جاری ہے تو نوکروں اور روزمرہ کے گھر کے ملازموں کو جو انسان ہیں ان کے لئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی رحمت بدرجہ خاص جوش میں آتی ہے اور کثرت سے ایسے پاک نمونے ملتے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اپنے صحابہ میں اپنے ماتحتوں سے غیر معمولی حسن سلوک دیکھنا چاہتے تھے اس کی چند مثالیں کچھ نصیحتیں ہیں جو میں نے چنی ہیں ایک ان میں سے ہے جو مسلم کتاب الایمان سے لی گئی ہے۔

حضرت معرور بن سویدؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوذرؓ کو ایک خوبصورت جوڑا پہنے ہوئے دیکھا۔ ان کے غلام نے بھی ایسا ہی جوڑا پہن رکھا تھا۔ میں نے تعجب سے اس کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے زمانے میں انہوں نے اپنے غلام کو برا بھلا کہا اور اس کی ماں کے عیب بیان کر کے اسے شرم دلائی۔ حضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو جب اس کا علم ہوا تو آپؐ نے فرمایا تم میں جہالت کی رگ باقی ہے یعنی یہ جہالت کی حرکت ہے یہ غلام تمہارے بھائی ہیں وہ تمہارے خادم ہیں اللہ تعالیٰ نے انہیں تمہاری نگرانی میں دیا جس شخص کے ماتحت اس کا بھائی ہو وہ اسے وہی کھلائے جو خود کھاتا ہے وہی پہنائے جو خود پہنتا ہے اپنے غلاموں سے ان کی طاقت سے زیادہ کام نہ لے اگر تم کوئی مشکل کام ان کے سپرد کر دو تو اس کام میں خود بھی ان کا ہاتھ بٹاؤ اور ان کی مدد کرو (مسلم کتاب الایمان باب اطعام المملوک مما یاکل و لباسہ مما یلبس)۔ یہ جو ترجمہ ہوا ہے میرے نزدیک اس میں کچھ کمزوری ہے قرآن کریم کی آیت "ممارزقنٰھم ینفقون" کا مضمون ہے دراصل جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے بیان فرمایا ہے اور دوسری حدیثیں اس بات پر گواہ ہیں کہ یہ مراد نہیں ہے کہ بعینہ وہی کھانا کھلایا جائے، بعینہ وہی کپڑے پہنائے جائیں بلکہ مراد یہ ہے جیسا کہ دوسری احادیث میں بات مزید کھولی جاچکی ہے کہ ان کو وہ کھانا بھی کھلایا کرو جو تم کھاتے ہو یعنی ضروری نہیں کہ سو فیصدی وہی کھانا کھلایا جائے مگر اس کھانے سے محروم نہیں رکھنا اور اگر زیادہ نہیں تو کچھ تو ضرور ان کو اس میں سے دو تاکہ وہ یہ نہ سمجھیں کہ ان کی ہانڈی الگ پک رہی ہے اور ان کو پتہ ہی نہیں کہ ہمارے مالک کیا مزے اڑا رہے ہیں۔ پس جو کھانا اچھا پکتا ہے اس میں سے کچھ ان کو بھی ضرور دو اور جو کپڑے تم اچھے پہنتے ہو کچھ ان کو بھی ایسے پہنا دیا کرو تاکہ وہ ان نعمتوں میں تمہارے کچھ شریک ہو جائیں۔ یہ وہ مضمون ہے جو "ممارزقنٰھم ینفقون" کے تابع ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی تمام نصیحتیں چونکہ قرآن پر مبنی ہیں اس لئے بعض احادیث کی تشریح ان قرآن کی آیات میں مل جاتی ہے جہاں سے وہ مضمون اخذ فرمایا گیا ہے۔ پس کوئی یہ نہ سمجھے کہ اگر بالکل سو فیصد، برابر، بعینہ وہی کھانا اور وہی کپڑے نہ پہنائے گئے تو نعوذ باللہ حضرت اقدس محمد رسول اللہ کی نافرمانی ہو جائے گی بلکہ جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے دوسری احادیث میں یہ مضمون خوب کھولا جاچکا ہے۔

عام طور پر حسن سلوک کرنا اور حتی المقدور اپنی نعمتوں میں اپنے غریب بھائیوں کو شریک کرنا خصوصیت سے ان ملازموں کو جو گھر میں رہتے ہیں۔ موسم کے پھل آتے ہیں تو ان کو بھی کھلائے جائیں اچھے کھانے پکتے ہیں تو ان کو بھی وہ کھلائے جائیں تاکہ وہ اپنے آپ کو ادنیٰ مخلوق نہ سمجھیں اور آپ کو خدا تعالیٰ ایک متکبر کے طور پر رد نہ کر دے اور اپنی نظر سے گرا نہ دے۔

پس جو اپنے خادموں اپنے نوکروں کی عزت افزائی خدا کی خاطر کرتا ہے اس کی عزت افزائی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے پس یہ وہ مضمون ہے جس کی نصیحت فرمائی گئی ہے اور حضرت ابوذر چونکہ اس مضمون میں غیر معمولی شدت اختیار کر گئے تھے اس لئے آپؓ کی احادیث میں کچھ ایک طرف جھکا ہوا مضمون نظر آتا ہے اور حضرت ابوذرؓ کی حدیث میں نے اس لئے آپ کے سامنے رکھی ہے تاکہ آپ کو معلوم ہو جائے کہ مختلف صحابہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی نصائح سے مختلف اثر قبول کیا کرتے تھے۔ بعض اپنے مزاج کی وجہ سے ایک انتہا کی طرف مائل ہو جاتے تھے اور اس مضمون کو پیش کرتے وقت ان کا یہ طبعی رجحان جو ہے ان کے کلام پر اثر انداز ہو جاتا تھا۔ اسی لئے بعض مسلمان اشتراکی حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دنیا کا پہلا اشتراکی قرار دیتے ہیں اور بڑے فخر سے یہ نام پیش کرتے ہیں۔ ایک دفعہ لاہور میں ایک ایسے ہی اشتراکی سے میری گفتگو ہوئی تو اس نے کہا کہ اسلام، اسلام تو نہ صرف یہ کہ اشتراکیت کا قائل بلکہ اسلام ہی نے اشتراکیت پیش کی ہے اور پہلا اشتراکی مارکس نہیں تھا بلکہ ابوذر غفاری تھے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے بعض دوسری باتوں میں بہت زیادہ اس بارے میں حد سے تجاوز کر دیا اور اپنے رہن سہن میں بھی انہوں نے اتنا زیادہ برابری کا تصور پیدا کرنے کی کوشش کی کہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے صحابہ کے اندر دوسری جگہ دکھائی نہیں دیتا تھا۔ پس اس بحث میں پڑنے کی ضرورت نہیں کہ ابوذر نے جو بات بیان کی اصل میں وہ درست تھی کہ نہیں۔ اس بات میں پڑنے کی ضرورت ہے کہ جو ابوذرؓ نے ان

الفضل انٹرنیشنل کے خود بھی خریدار بنئے اور اپنے غیر از جماعت دوستوں کے نام بھی لگوائیے۔ یہ بھی دعوت الی اللہ کا ایک مفید ذریعہ ہے۔

M.A. AMINI
TEXTILES
SPECIALISTS IN:
FABRIC PRINTING
PRINTED CRIMPLENE
90" PRINTED COTTON
QUILT COVERS
PRAYER MATS, BEDDINGS
BED SETTEE COVERS
PROVIDENCE MILL
108 HARRIS STREET
BRADFORD BD1 5JA
TEL: 0274 391 832
MOBILE: 0836 799 469
81/ 83 ROUNDHAY ROAD
LEEDS, LS8 5AQ
TEL: 0532 481 888
FAX NO. 0274 720 214

SUPPLIERS OF ALL CROCKERY, CUTLERY AND DISPOSABLE CROCKERY FOR WEDDINGS, PARTIES AND OTHER SOCIAL FUNCTIONS
ABBA
CATERING SUPPLIES
081 574 8275 / 843 9797
1A Greenford Avenue,
Southall, Middx UB1 2AA

باتوں کو سمجھا کیا باقی صحابہ نے بھی وہی سمجھا۔ کیا حضرت ابو بکرؓ نے بھی وہی سمجھا۔ حضرت عمرؓ نے بھی وہی سمجھا حضرت عثمانؓ نے بھی وہی سمجھا حضرت علیؓ نے بھی وہی سمجھا۔ اگر سب نے وہی سمجھا تو پھر ایک ابوذر نہیں مدینے کی ساری سوسائٹی ابوذروں میں تبدیل ہو جانی چاہئے تھی مگر یہ کیسے ممکن ہے کہ ایک کے سوا کسی صحابی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے ان مطالب کی سمجھ نہ آئی ہو اور آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم صرف ایک ابوذر پیدا کر کے دنیا سے رخصت ہو گئے ہوں۔ پس صحابہ کو آپس میں ٹکرانے کی بھی ضرورت نہیں ہے حدیثوں پر جہاں صحابہ کے عمل میں تضاد دکھائی دے وہاں گنجائش موجود ہے یہ بات سوچنے کی کہ ہم اپنی اپنی سوچوں کے مطابق نیکی کے ساتھ اگر ایک ردعمل دکھاتے ہیں تو اگر وہ دوسروں سے مختلف بھی ہو اور بظاہر غلط بھی دکھائی دے، اگر نیک نیتی اس کا موجب بنی ہوئی ہے تو ہم دوسروں کے لئے تقلید کا نمونہ تو نہیں بنتے مگر گنہگار بھی نہیں بنتے۔ پس ابوذر غفاری نے جو غلطیاں کیں وہ اس کے گنہگار نہیں ہیں ان کا ایک مزاج تھا جس نے ایک بات کو جیسے سمجھا ویسے اس پر عمل کر کے دکھا دیا لیکن وہ تقلید کے لائق نہیں ہیں کیونکہ تقلید کے لائق محمد رسول اللہ کا وہ نمونہ ہے جو صحابہ میں ایک عمومیت اختیار کر گیا ہے اور صحابہ کی سوسائٹی میں وہ نمونہ سرایت کر گیا تھا "والذین معہ" جس کے متعلق فرمایا ہے یہ نہیں فرمایا "والذی معہ" کہ محمد رسول اللہ اور وہ ایک ابوذر جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے ساتھ تھا بلکہ فرمایا "والذین معہ" وہ تمام صحابہ رضوان اللہ علیہم جو محمد رسول اللہ کے ساتھ تھے ان کا نمونہ پکڑو۔ پس اس وضاحت کی خاطر میں نے خصوصیت سے یہ حدیث آپ کے سامنے رکھی اور اسے کھول دیا مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا اپنا اسوہ حسنہ صرف گھر میں نوکروں سے نہیں بلکہ بیویوں سے بھی، دوسرے عزیزوں سے بھی یہی تھا کہ ہر مشکل کام میں ان کے ہاتھ بٹایا کرتے تھے اور جو خود کھاتے تھے اس سے اپنے غلاموں کو بھی کھلایا کرتے تھے۔ اور حسن سلوک ایسا تھا کہ غلام بھی اپنے بیٹوں کی طرح گھر میں زندگی بسر کرتے تھے۔ مگر یہ اخلاق کے وہ اعلیٰ پاک نمونے ہیں جن کو عامتہ الناس کے لئے لازم اور فرض قرار نہیں دیا جا سکتا بلکہ مختلف طبقات سے تعلق رکھنے والے انسان ہیں مختلف درجات سے تعلق رکھنے والے انسان ہیں اگر آپ نے بہت اعلیٰ درجے کی نیکی کرنی ہو تو پھر وہی نمونہ ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اپنے غلاموں اور ماتحتوں سے اختیار فرمایا۔

جو اپنے خادموں اپنے نوکروں کی عزت افزائی خدا کی خاطر کرتا ہے اس کی عزت افزائی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے یہ بخاری کتاب العتق سے لی گئی ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں کسی کا نوکر کھانا تیار کر کے لائے تو تم اسے اپنے پاس بٹھا کر نہ کھلا سکو تو کم از کم دو لقمے تو اسے کھانے کو دے دو۔ اب حضرت ابو ہریرہ نے بھی یہ باتیں سنی تھیں اور ان کا ایک متوسط مزاج تھا اس مزاج نے جو بات سمجھی وہ ابو ذر غفاری والی نہیں بلکہ ایک اور بات ہے اور یہی نمونہ صحابہ کی زندگی میں ہمیں دکھائی دیتا ہے اور یہی مضمون ہے جو "ممارزقنهم ينفقون" کے عین مطابق ہے فرمایا کہ تم روز مرہ اگر اس کو ساتھ نہیں بٹھا سکتے تو کوئی گناہ نہیں ہے بعینہ وہی کھانا نہیں کھلا سکتے تو گناہ نہیں مگر کچھ تو کھلاؤ تا کہ خدا نے جو کچھ تمہیں نعمتیں عطا کی ہیں اس خدا کی ہدایت کے مطابق ان میں سے اپنے کمزور بھائیوں کو بھی تو کچھ حصہ ڈالو انہیں اس میں سے کچھ عطا کرو۔ پس یہ ہے وہ مفہوم جو حضرت ابو ہریرہ نے سمجھا اور بیان کیا کہ اپنے پاس بٹھا کر نہ کھلا سکو تو کم از کم ایک دو لقمے تو اسے کھانے کو دے دو کیونکہ اس نے یہ کھانا محنت کر کے تمہارے لئے تیار کیا ہے جس میں اس کا بھی حق ہے۔ یہاں حق کہہ کر یہ فرما دیا گیا ہے کہ تم جب ایسا کرو گے تو احسان نہیں ہو گا بلکہ تمہارے خادموں کا حق ہے۔ یہاں حق کہہ کر یہ فرما دیا گیا کہ تم جب ایسا کرو گے تو احسان نہیں ہو گا بلکہ تمہارے خادموں کا حق ہے کہ کچھ نہ کچھ اس میں سے ان کو ضرور دیا جائے اور جہاں تک ساتھ بٹھانے کا تعلق ہے اس کے متعلق بھی حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے میں نے سنا تھا مجھے اب حدیث کا حوالہ یاد نہیں اور حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے بھتیجوں، بھانجوں سے بہت پیار کرتے تھے اور ساتھ کئی دفعہ صحن میں ٹہلتے ٹہلتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے اسوہ حسنہ کی بہت پیارے انداز میں باتیں فرمایا کرتے تھے اس لئے مجھے یاد ہے کہ مجھے آپ نے فرمایا کہ دیکھو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا منشاء یہ تھا کہ اگر تم اپنے نوکر کو ہمیشہ اپنے ساتھ نہیں بٹھا سکتے تو کبھی کبھی ایسا کیا کرو کہ تم خدمت کیا کرو اور نوکر میز پر بیٹھے ہوں اور کبھی کبھی یہ کیا کرو کہ جو تم کھانا اچھا پکاتے ہو اپنے لئے وہ نوکروں کے لئے پکواؤ اور ان کو Serve کرو۔

چنانچہ حضرت میاں بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک دفعہ نہیں بارہا مجھ سے یہ بات اس طرح بیان کی تا کہ میرے دل پر، دماغ پر نقش ہو جائے لیکن ہمارے معاشرے میں اس پر عمل بڑا مشکل ہے کیونکہ جب میں نے کوشش کی بارہا تو کرسیوں سے اٹھ اٹھ کے نوکر بھاگتے تھے اور بعض ہنس پڑتے تھے کہ یہ ہم سے مذاق ہو رہا ہے۔ میں نے حوالے دیئے منتیں کیں کہ دیکھو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے منشاء کو پورا کرنے کی خاطر، مجھے ثواب دینے کے لئے خدا کے لئے مان جاؤ مگر ان سے ہوتا نہیں تھا۔ اور اس میں ان کا قصور نہیں یہ معاشرے نے لمبے عرصے تک ان کی فطرتوں کو ایک قسم کا مسخ کر دیا ہے وہ سمجھتے ہیں ہم اس لائق ہی نہیں ہیں۔ یہ معاشرے کا ظلم اتنا بڑھ گیا ہے کہ ہمیں اسے بدلنا چاہئے اور جماعت احمدیہ کو کوشش کرنی چاہئے کہ رفتہ رفتہ کوشش کر کے وہ اس چیز کو بدلیں چنانچہ میں کسی حد تک خدا کے فضل سے کامیاب بھی ہوا۔ بعض دفعہ ان کو ضرور بٹھایا لیکن بار بار ایسا نہیں ہونے دیا گیا کیونکہ انہوں نے صاف انکار کر دیا لیکن کچھ نہ کچھ عادت ضرور ڈالنی چاہئے اپنے کپڑوں جیسے کپڑے بنوا کے دینے چاہئیں اور یہ تو صحابہ میں عام رواج تھا۔ حضرت علیؓ سے بھی روایت ہے دوسرے اور بھی بزرگوں سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے زمانے میں بعض دفعہ کپڑا طلب کرنے گئے ہیں دکاندار سے تو ایک کی بجائے دو جوڑے کٹوائے جب دکاندار نے پوچھا کہ آپ کو ایک ہی کافی ہے ایک طرح کا دوسرے رنگ کا لے لیجئے تو آپ نے فرمایا کہ نہیں میں دوسرا اپنے غلام کے لئے لے رہا ہوں۔ تو صحابہ میں یہ رواج تھا اور اچھا کپڑا نوکر کو پہنانا یہ خوبی کی بات ہے اور اسی طرح اچھا کھانا جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے کچھ نہ کچھ روز مرہ دینا چاہئے اور کبھی کبھی پورا، بھرپور اچھا کھانا پیش کرنا چاہئے، اچھا پھل پیش کرنا چاہئے تا کہ ان کو یہ پتہ لگے کہ ہمارے خدا نے ہمارا خیال رکھا ہے۔ یہ اس لئے میں نے فقرہ بولا ہے تا کہ آپ کو اس مضمون کا فلسفہ بھی سمجھ آ جائے اس لئے نہیں آپ نے دینا کہ آپ کے حسن خلق کا اس پہ اثر پڑے بلکہ اس لئے دینا ہے کہ ان کو یہ معلوم ہو کہ ہمارے خدا نے اسلام میں ایسی پاک تعلیم عطا فرمائی ہے کہ ہم ادنیٰ ادنیٰ غریبوں کا بھی خیال رکھا گیا ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ میرے بندے جب ایسے کمزوروں کی خدمت کرتے ہیں اور وہ شکریہ ادا کرتے ہیں تو کہتے ہیں "لانريد منكم جزاء ولا شكوراً" کہ ہم نے تو اللہ کی خاطر کیا ہے اللہ کا شکریہ ادا کرو ہم تو تم سے شکریہ چاہتے ہی نہیں ہیں کیونکہ اگر ہم نے خدا کی خاطر کیا ہے تو پھر خدا ہمیں اجر دے گا اور اگر تمہاری خاطر کیا ہے تو تم شکریہ کر کے ہمارا اجر برباد کرو گے۔ اس لئے تم بھی خدا کا شکریہ ادا کرو ہم بھی خدا کے شکر گزار ہوتے ہیں۔ یہ وہ معاشرہ ہے جو اسلام قائم کرنا چاہتا ہے ساری دنیا میں اسے قائم ہونا ہے اور "ليظهره على الدين كله" میں یہ مضمون داخل ہیں۔ محض اسلام کی تعلیم کا فتح مند ہو جانا اور لوگوں کا اسلام قبول کر لینا محض اپنی ذات میں کافی نہیں ہے یہ باتیں اسلام کی، یہ حسن ہے، جب یہ آپ کے ذریعے پھیلے گا اور دنیا کے قلوب پر فتح حاصل کرے گا اور دنیا میں یہ اسلامی معاشرہ پھیلے گا تب ہم سمجھیں گے کہ خدا تعالیٰ نے ہم عاجز بندوں سے وہ کام لیا جس کی چودہ سو سال پہلے خوشخبری دی تھی کہ "وآخرين منهم لما يلحقوا بهم" ایسے بھی ہیں بعد میں آنے والے جو محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے کردار کی غلامی سے اولین سے جا ملیں گے اور اللہ تعالیٰ کی ان پر بے شمار رحمتیں نازل ہوں گی۔ خدا کرے کہ ایسا ہی ہو۔ [redacted]

SCL

DISTRIBUTORS OF COMPUTER PARTS AND SPARES
DIRECT TO THE PUBLIC

4A RANELAGH ROAD, SOUTHALL,
MIDDLESEX, UB1 1DO
TELEPHONE 081 571 0859/9933
MOBILE 0831 093 120
FAX 081 571 9933

ایڈیٹرانچیف روزنامہ جنگ کے نام کھلا خط

[redacted]

گزشتہ دنوں روزنامہ جنگ نے اپنے اخبار میں "قانون امتناع قادیانیت ایڈیشن" خاص طور پر شائع کیا۔ اس پر ایک احمدی دوست نے ایڈیٹرانچیف کے نام ایک کھلا خط لکھا۔ اخبار جنگ کو تو یہ خط شائع کرنے کی توفیق نہیں ملی۔ ہم یہ خط ذیل میں درج کر رہے ہیں:۔۔۔۔ (ادارہ)

محترم جناب شکیل الرحمان صاحب، ایڈیٹرانچیف
روزنامہ جنگ، لاہور۔

والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ۔

آپ نے باقاعدہ ایک دن قبل اعلان کر کے "بڑے اہتمام" سے اپنے اخبار میں "قانون امتناع قادیانیت ایڈیشن" خصوصی طور پر شائع کیا ہے۔ آجکل جب کہ پاکستان فرقہ واریت کے بھوت سے خوفزدہ و ہراساں ہے۔ سارے عالم اسلام کو شدید ذلت و رسوائی اور ظلم کا سامنا ہے۔ آپ بجائے اتحاد واتفاق کا درس دینے کے انہی علماء کی کشتی میں سوار ہو گئے ہیں۔

اسی ایڈیشن میں آپ نے مولانا سمیع الحق کا بیان بھی درج کیا ہے کہ "جن علماء نے بے نظیر کا ساتھ دیا ہے ان کی ڈاڑھی منڈوا کر گدھے پر بٹھایا جائے" تو لازماً بے نظیر کا ساتھ دینے والے علماء باقی سب علماء کے ساتھ ایسے سلوک کے ہی خواہاں ہونگے۔ گویا کہ پاکستان کے یہ ۱۰۰ فیصد علماء کا ایک ہی گروہ ہے جن کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہوا ہے کہ ۷۲ فرقوں کے "علمائھم شر من تحت ادیم السماء" ہونگے پھر ان کی علامت حضورؐ نے یہ بھی بتائی "ومنھم تخرج الفتنۃ وفیھم تعود" کہ سب فساد و فتنہ کی جڑ وہ علماء سوء ہونگے۔

آپ بلیغ نظر ہیں کیا آپ کو نظر نہیں آ رہا کہ علماء کے ہاتھوں اب کوئی مسجد یا امام باڑہ تک محفوظ نہیں۔ اسلحہ اور کلاشنکوف کے بغیر ملاں بات نہیں کرتا۔ اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ یہی وہ مفسد ملاں ہے جن کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ ان میں کوئی روحانیت نہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئی حرف بحرف ان پر صادق آ رہی ہے۔ یہ لوگوں کو مسلمان بنانے کے بجائے خود مسلمانوں کو اسلام سے خارج کر رہے ہیں۔

آپ جیسے بالغ نظر صحافی پر افسوس ہے کہ ان کو بے نقاب کرنے کی بجائے ان کو ہیرو قرار دے رہے ہیں۔ آپ کے اس آرٹیکل کا ہر جملہ جھوٹ کا پلندہ اور حقیقت کو مسخ کرنے والا ہے۔

مثلاً یہی احرار تھے جن کے مظہر علی اظہر نے کہا کہ "یہ قائداعظم ہے یا کافراعظم" ۔ یہی وہ احرار تھے جو کانگرس کے ساتھی تھے۔ قائداعظم اور قیام پاکستان کے کھلم کھلا مخالف تھے۔ سید عطاءاللہ شاہ بخاری نے تو یہاں تک کہا تھا کہ "کسی ماں نے وہ بچہ نہیں جنا جو پاکستان کی "پ" بھی بنا سکے"۔ روزنامہ زمیندار کے ظفر علی خان صاحب کی نظم بھی آپ کو یاد ہوگی "پنجاب کے احرار قوم کے غدار" پھر جب پاکستان قائداعظم کی کوششوں سے بن گیا تو یہ احرار کا لیبل اتار کر "تحفظ ختم نبوت" بن بیٹھے ۔ تاکہ لوگ ان کی خامیوں کو بھول جائیں۔ پرانے شکاری نیا لبادہ اوڑھ کر آئے ہیں۔ باقی رہا ختم نبوت کا عقیدہ۔ تو احمدی ختم نبوت کا وہی مفہوم لیتے ہیں جو حضرت عائشہؓ، شیخ اکبر حضرت محی الدین ابن عربیؒ، حضرت ملا علی قاری اور مولانا قاسم نانوتوی بانی دیوبند وغیرہ وغیرہ بے شمار علمائے امت گذشتہ صدیوں میں لیتے رہے ہیں۔ ان علماء و بزرگان کے حوالے موجود ہیں۔ لیکن ان سب علماء و بزرگان کو تو سب مولوی مسلمان اور ولی اللہ مانتے ہیں۔ لیکن احمدیوں کو کافر۔ اس فرق کی کیا وجہ ہے؟ جب آنے والے عیسیٰؑ کو حضورؐ نے خود چار دفعہ "نبی اللہ"، "نبی اللہ" (حدیث مسلم کتاب خروج دجال) فرما دیا ہے۔ تو ان پاکستانی علماء کے عقیدہ کی کیا حقیقت ہے؟ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ پرانا عیسیٰ آئے گا یا اس امت میں سے حضورؐ کی اتباع سے کوئی یہ مقام پائے گا؟ سورۃ نساء رکوع ۹ میں امت کو یہ چاروں انعام ملنے کی بشارت ہے

آپ کیوں انعمت علیھم کی دعا مانگتے ہیں جبکہ ان چاروں انعامات میں سے "النبیین" کو کاٹ دیتے ہیں۔

کیا احمدیوں نے قرآن کریم میں چار انعامات میں "النبیین" کا لفظ لکھ دیا ہے یا اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے؟ ہاں اتباع نبیؐ شرط ہے آپؐ کا امتی ہونا لازم ہے

پھر لطف کی بات یہ ہے کہ جس اسمبلی نے ۱۹۷۴ء میں احمدیوں کو غیر مسلم قرار دیا اس اسمبلی میں ختم نبوت کی بحث کو ہرگز ہرگز چھیڑا تک نہیں گیا تھا۔ علماء کو پتہ تھا ان کے پاس کچھ نہیں۔ لیکن جب فیصلہ کا اعلان کیا گیا تو اسی مسئلہ کو بنیاد بنایا گیا۔ اگر ہمت ہے تو اس کاروائی کو شائع کریں۔ احمدیوں کو "ننگا" کریں ایسا کیوں نہیں کرتے۔ اس لئے کہ علماء "ننگے" ہو جائیں گے۔

آپ نے اتنا لمبا مفصل رنگین آرٹیکل تو لکھ مارا لیکن یہ نہ سوچا کہ ان سب مساعی اور کوششوں کا کیا نتیجہ نکلا؟ قرآن و حدیث سب ہمارے ساتھ ہیں اس کے علاوہ آپ ذرا اپنے ذاتی مشاہدہ اور سوچ ہی سے ٹھنڈے دل سے سوچیں:۔

☆ کیا احمدیت کی ترقی رک گئی؟ کیا یہ لوگ کامیاب ہو گئے؟ نہیں ہرگز نہیں! یہ سب ناکام و نامراد ہوئے اور طاقتور حکمران بھی ذلت کی موت مرے!

☆ (۱) سب سے پہلے شاہ فیصل نے احمدیوں کا جج بند کیا۔ بلکہ بقول مولانا عبدالقادر آزاد خطیب شاہی مسجد لاہور (یہ جنگ میں شائع ہو چکا ہے) انہوں نے شاہ فیصل سے بھٹو پر دباؤ ڈلوایا اور شاہ فیصل نے بھٹو کو یہاں تک کہا کہ تم جتنا تیل چاہو مفت لے لو۔ پاکستان کا سارا سات آٹھ سال کے بجٹ کی نقد رقم مجھ سے لے لو۔ اس شرط پر کہ تم احمدیوں کو غیر مسلم قرار دے دو۔ چنانچہ شاہ فیصل "مجاہد اول" کا اللہ تعالیٰ نے کیا حشر کیا؟ اپنے ہی بھتیجے کے ہاتھوں مارا گیا۔ یہ تھا حشر عالم اسلام کے ہیرو کا!

☆ (۲) پھر بھٹو اٹھا اس کے سامنے جیسا کہ آپ نے لکھا ہے لوگوں نے اپنی پگڑیاں پاؤں میں ڈالیں، رسولؐ کی ناموس کا واسطہ دیا۔ اس نے یہ کام کر دیا۔ اس "مجاہد ثانی" کا کیا حشر ہوا؟ آپ جانتے ہیں سب نے اسے کتا، کتا کہا اور پھر پھانسی پر لٹکایا اور نو گز گہری قبر جس میں چونا و تیزاب بھرا تھا میں دفن کیا گیا کہ ہڈیاں تک گل سڑ جائیں ۔ نام و نشان تک نہ رہے۔

☆ (۳) پھر ضیاء، صدر پاکستان، آمر مطلق اٹھا۔ اس نے طے کیا کہ جماعت احمدیہ کے خلیفہ مرزا طاہر احمد کو گرفتار کر کے اسلم قریشی کیس کا بہانہ بنا کر پھانسی پر لٹکایا جائے۔ جماعت کا سربراہ نہیں رہے گا تو جماعت ختم ہو جائے گی۔ کتنی خطرناک چال تھی اس ظالم کی۔ اللہ تعالیٰ نے امام جماعت احمدیہ کو اس کی گرفت سے بچایا۔ لیکن پھر بھی وہ شخص باز نہ آیا۔ احمدیوں پر کلمہ "لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ" پڑھنے کی وجہ سے مقدمات اور گرفتاریوں کا لمبا سلسلہ چلایا۔ اذان دینے سے احمدیوں کو روکا۔ سینکڑوں احمدیوں کو شہید کروایا۔ حضرت امام جماعت احمدیہ نے اسے ان ظالمانہ کاروائیوں سے بہت منع کیا۔ وہ باز نہ آیا۔ آخر کار ۱۲ اگست ۱۹۸۸ء کو حضرت امام جماعت احمدیہ نے خطبہ جمعہ میں اسے بتا دیا کہ تم نے حد کر دی ہے اب الٰہی عذاب کا انتظار کرو! ۔ یہ خطبہ ریکارڈ شدہ موجود ہے۔

چنانچہ اس "مجاہد ثالث" کو اس وارننگ کے ٹھیک پانچ دن بعد ۱۷ اگست کو اللہ تعالیٰ کی قہری تجلی کا نشانہ بنایا۔ اس کو اس دنیا میں ہی آگ کے عذاب سے جلایا، اس کے ذرات بکھیر دئے۔ کہاں گیا تمہارا وہ مطلق العنان ڈکٹیٹر جو ان "مولویوں" کا سب سے بڑا سہارا تھا۔

☆ (۴) اس ضیاء کے دور سے احمدیوں کے سب جلسے و اجلاس بند ہیں۔ احمدی اخبارات تک پر پابندیاں ہیں۔ اللہ و رسولؐ کا نام لکھنا جرم ہے۔ پوری کوشش ان پابندیوں کے ذریعہ کی گئی کہ احمدیت کی آواز کا گلا دبا دیا جائے۔ کیا یہ آواز بند ہو گئی؟ نہیں ہرگز نہیں! بلکہ اب تو "احمدیت زندہ باد" کے نعرے (ایم۔ ٹی۔ اے۔) پر پورے بارہ گھنٹے ہر روز پاکستان میں ہی نہیں ساری دنیا میں نارتھ پول سے لے کر ساؤتھ پول تک گونج رہے ہیں۔ امید ہے آپ بھی ضرور ان کو سنتے ہونگے۔ چینل نمبر ۱۰ اور گیارہ لگائیں ۔ ڈریں نہیں۔ اب تو یہ "مفسد علماء" بھی بوکھلا اٹھے ہیں ۔ کچھ پیش نہیں جا رہی ۔ یہ "صدائے فقیرانہ" تو بڑے زور سے شش جہات پھیل رہی ہے۔ علماء کہہ رہے ہیں کیا کریں۔ اب تو مرزا طاہر احمد ہمارے جھوٹوں اور دروغ بیانیوں کے پول کھول رہا ہے ۔ جبکہ ہم نے احمدیوں کی کتابوں پر پابندیاں لگا رکھی تھیں۔

محترم شکیل الرحمٰن صاحب! یہ سب کسی انسان کے قوت بازو سے نہیں یہ سب اللہ تعالیٰ کے فضل کے طفیل ہے اس کا وعدہ ہے "کتب اللہ لاغلبن انا و رسلی" یہ اگر انسان کا کاروبار ہوتا تو خود خدا تعالیٰ اسے تباہ و برباد کر دیتا۔ یہ کیسا خدا ہے؟ کہ وہ "جھوٹوں" کی مدد کر رہا ہے؟ (بقول آپ کے)

☆ (۵) پھر ہم پاکستانی علماء کا کردار دیکھتے ہیں۔ بقول آپ کے یہ سچے مسلمان ہیں یہ کہتے ہیں۔ احمدی اذان نہ دیں۔ کلمہ شہادت نہ پڑھیں۔ کوئی ایسی حرکت جس سے اسلام کا اظہار ہوتا ہو ہرگز نہ کریں۔

ذرا چودہ سو سال پہلے چلئے کیا کفار مکہ کا طرز عمل پاکستانی علماء والا نہیں تھا۔ یقیناً بعینہ ۱۰۰ فیصد یہی ان کفار مکہ کا کردار تھا۔ کہ اذان نہیں دینے دینا۔ کسی کو کلمہ توحید پڑھنے نہیں دینا۔ تو کیا پھر بھی آپ ان مولویوں کی پیروی کرتے ہیں؟

☆ (۶) پاکستانی علماء کا گروہ اسلام (Peace) مومن (امن دینے والا) اسلامی Greeting السلام علیکم (تم پر سلامتی ہو)، سب کے برعکس دہشت گرد، اسلحہ و قوت کی نمائش اور کلاشنکوف کلچر کا اپنانے والا بن گیا۔ قرآنی تعلیم "لھدمت صوامع وبیع ومساجد یذکر فیھا اسم اللہ کثیرا" کے برخلاف مساجد تک ان کی دست برد سے باہر نہیں بلکہ فتنہ و فساد کے اڈے بن گئے ہیں۔ وہ مسجد ہی نہیں مورچے ہیں، مسلمانوں کو کافر بنانے کے لئے فتوے دینے کی مشینیں وہاں نصب ہیں۔ اور مسلمانوں میں افتراق، پھوٹ اور اختلاف پیدا کرنے کی جگہیں ہیں۔ کیا یہ علماء مسلمان ہیں؟ آپ ان علماء سوء کے حامی ہیں؟ تو

☆ (۷) امام جماعت احمدیہ نے اب ہمیں حکم دیا ہے کہ عام مسلمان اور عام علماء تو سادہ لوح اور شریف ہیں۔ ہاں ہم ان کی ہدایت کے لئے دعا کریں لیکن جو "شریر مولوی" ہیں ان کے خلاف بد دعا کریں ۔ یعنی وہ مولوی جو عمداً جان بوجھ کر احمدیت کے خلاف شرارتیں کرتے ہیں، احمدیت پر جھوٹے غلط الزامات لگاتے ہیں۔ احمدیت کے بارے میں گمراہ کرتے ہیں ان کے خلاف ان الفاظ میں بد دعا کی جائے۔

اللھم مزقھم کل ممزق وسحقھم تسحیقا

(کہ اے اللہ تو ان شریر مولویوں کو پارہ پارہ کر دے اور انہیں خوب پیس ڈال)

اس لئے محترم شکیل الرحمان صاحب آپ توبہ کریں ۔ اور ان علماء سے اپنی بیزاری کا اظہار اپنے پرچے میں کریں اور اگر واقعی اپنے اس فعل پر نادم ہیں تو میرا یہ خط پورے کا پورا اپنی اخبار میں رنگین صفحہ پر شائع کر دیں۔ تاکہ لوگوں کو بھی حقیقت حال کا علم ہو سکے۔ ورنہ اے شکیل الرحمان! آپ بھی علماء سوء کے گروہ میں شمار ہونگے اور آپ بھی ضرور اللہ تعالیٰ کی قہری تجلی کا شکار ہونگے۔ جیسا کہ بھٹو، ضیاء، شاہ فیصل اور یہ شریر علماء آئندہ اس عذاب الٰہی کا شکار ہونگے ۔ انشاءاللہ۔ اپنے آپ پر رحم کریں ۔ اپنے بچوں پر رحم کریں۔ یہ بات واضح ہو کہ احمدی کسی کو کچھ نہیں کہتے لیکن ان کا حی و قیوم خدا خود ظالموں سے انتقام لیتا ہے۔

آپ کا خیر خواہ
ایک درویش احمدی، ربوہ

[redacted]

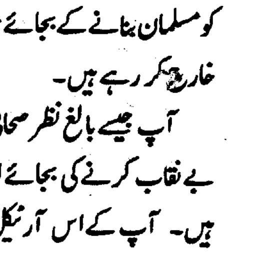
Kenssy
Fried
Chicken
TELEPHONE 539 3773
589 HIGH ROAD,
LEYTONESTONE,
LONDON E11 4PB
PROPRIETOR: MASOOD HAYAT

آئرلینڈ . جہاں مذہب کے نام پر خون بہایا جارہا ہے
کیا تین سو سال پرانی خانہ جنگی ختم ہو جائے گی؟

(ہدایت زمانی، لندن)

جماعت احمدیہ جرمنی کے سالانہ جلسہ ۱۹۹۴ء کے موقع پر امام جماعت احمدیہ حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ مذہب کے نام پر قتل و غارت صرف ہندوستان، پاکستان اور بنگلہ دیش کا ہی خاصہ نہیں بلکہ اس معاملہ میں یورپ اور دیگر مہذب کہلانے والی قومیں بھی برابر کی شریک ہیں اور مذہب کے نام پر ظلم و بربریت کا وہی نظارہ پیش کرتی ہیں۔ اس کے ایک مثال تو بوزنیا کی ہے جہاں محض مذہب کے اختلاف کی وجہ سے مسلمانوں پر وہ ظلم روا رکھے گئے اور ابھی تک رکھے جارہے ہیں کہ تاریخ میں ان کی مثال بڑی مشکل سے ملتی ہے۔

دوسری مثال اس سلسلہ میں آئرلینڈ کی پیش کی جا سکتی ہے جہاں عیسائیت کے دو فرقے ایک دوسرے کے خلاف مدت سے نبرد آزما ہیں مگر گزشتہ ۲۵ سالوں میں تو ایسے ظالمانہ واقعات میں شدت آگئی ہے اور دونوں فریقوں کی کئی معصوم جانیں اس جھگڑے کی نذر ہو چکی ہیں۔ یہ دو فرقے رومن کیتھولک اور پروٹسٹنٹ ہیں جو ایک دوسرے کے خلاف مسلح جدوجہد کر رہے ہیں اور اس طرح تمام علاقے کا سکون برباد ہو چکا ہے۔

ایک فریق برطانیہ کے ساتھ مل کر اس کے ایک حصہ کے طور پر رہنا چاہتا ہے۔ یہ فریق Unionist یا Loyalist کہلاتا ہے۔ زیادہ تر یہ پروٹسٹنٹ فرقے سے تعلق رکھتے ہیں۔

دوسرا فریق شمالی آئرلینڈ کو آئرش ریپبلک کا حصہ گردانتا ہے۔ یہ فریق Republican یا Natio-nalist کہلاتا ہے۔ زیادہ تر یہ لوگ رومن کیتھولک ہیں۔ دونوں فریقوں نے اپنی پرائیویٹ فوج رکھی ہوئی ہے جو ایک دوسرے کے خلاف نبرد آزما رہتی ہے۔

برطانوی حکومت کا موقف یہ ہے کہ وہ شمالی آئرلینڈ سے اس وقت تک دستبردار نہیں ہو گا جب تک کہ یہاں بسنے والے لوگوں کی اکثریت اس بات پر متفق نہ ہو جائے کہ وہ متحدہ آئرلینڈ چاہتے ہیں۔

شمالی آئرلینڈ کی آبادی ۱۹۹۲ء کے اعداد و شمار کے مطابق تقریباً ساڑھے پندرہ لاکھ ہے جس کی تقسیم مذہب کی رو سے ۱۹۸۱ء کی مردم شماری کے مطابق مندرجہ ذیل ہے:

رومن کیتھولک - - چار لاکھ ۱۴ ہزار

پریس بٹیرین - - ۳ لاکھ ۴۰ ہزار

چرچ آف انگلینڈ - - ۲ لاکھ ۸۰ ہزار

میتھوڈسٹ - - - ۵۹ ہزار

شمالی آئرلینڈ اس وقت برطانیہ کا حصہ ہے۔

جنوبی آئرلینڈ کا دارالخلافہ ڈبلن ہے۔ اس نے ۱۹۱۶ء میں برطانوی حکومت سے آزاد ہونے کا اعلان کیا۔ اس آزاد ریاست کی آبادی ۱۹۹۲ء کے اعداد و شمار کے مطابق تقریباً ۳۵ لاکھ ۵۰ ہزار ہے اور ۱۹۸۱ء کی مردم شماری کے مطابق مذہب کے طور پر تقسیم یوں ہے:

رومن کیتھولک - - ۳۲ لاکھ۔

چرچ آف انگلینڈ - - ۹۵ ہزار۔

پریس بٹیرین - - ۱۴ ہزار۔

میتھوڈسٹ - - ۶ ہزار۔

دیگر فرقے - - ۱۳ ہزار۔

تاریخ

بارھویں صدی میں انگلستان کے بادشاہ ہنری دوئم نے آئرلینڈ پر حملہ کر کے اسے فتح کر لیا۔ سولھویں صدی میں جب انگلستان میں مذہبی انقلاب آیا تو پروٹسٹنٹ چرچوں کو قومی چرچ قرار دیا گیا اور بہت سی دیگر اصلاحات نافذ کی گئیں مگر آئرلینڈ کے باشندے پوپ کے ساتھ وفادار رہے اور انہوں نے اصلاحات کو ماننے سے انکار کر دیا۔ اس وقت صورت حال یہ تھی کہ گو ہنری دوم کے جانشین بادشاہ آئرلینڈ کو اپنی حکومت کا حصہ سمجھتے تھے مگر عملی طور پر طاقتور آئرش لارڈز کی حکومت تھی۔

ملکہ الزبتھ اول (۱۶۰۳ء - ۱۵۵۸ء) کے زمانہ میں سپین کے رومن کیتھولک بادشاہوں نے کوشش کی کہ وہ آئرلینڈ کو Base بنا کر دوبارہ برطانیہ کو رومن کیتھولک بنا دیں مگر ملکہ الزبتھ نے ایسا نہ ہونے دیا اور آئرلینڈ کے خلاف فوجی مہمات کا آغاز کر دیا۔

۱۶۱۰ء میں آئرلینڈ کے شہر ڈیری میں لندن سے پروٹسٹنٹ باشندوں کو لا کر بسایا گیا اس طرح ڈیری کا نام لنڈن ڈیری پڑ گیا جس نام سے وہ آج تک مشہور ہے۔ چونکہ یہ حکومت برطانیہ کی شہ پر باہر سے لا کر بسائے گئے تھے اس لئے مقامی کیتھولک لوگوں میں ان کے خلاف شدید نفرت پیدا ہوئی۔ آبادی کے اس تبادلے سے آجکل السٹر کے صوبہ میں مقامی کیتھولک آبادی اقلیت میں تبدیل ہو کر رہ گئی جبکہ پروٹسٹنٹ اکثریت میں ہو گئے۔

۱۶۴۱ء میں آئرش لوگوں نے حکومت کے خلاف بغاوت کر دی اور ہزاروں کی تعداد میں انگلستان اور سکاٹ لینڈ کے باشندے جو باہر سے لا کر آئرلینڈ میں بسائے گئے تھے قتل کر دئے گئے۔ اس بغاوت کو فرو کرنے کے لئے انگلستان سے آلیور کرامویل کو فوج دے کر بھیجا گیا جس کو بغاوت فرو کرنے میں تقریباً ۹ ماہ کا عرصہ لگ گیا۔ اس فوج نے ملک میں اتنی تباہی مچائی کہ آئرلینڈ کی کل آبادی کا ایک تہائی حصہ قتل کر دیا گیا۔ رومن کیتھولک لوگوں کی جائدادیں چھین کر باہر سے لائے ہوئے پروٹسٹنٹ لوگوں میں تقسیم کر دی گئیں۔ رومن کیتھولک پر ظلم و ستم کے اس دور میں تعلیمی اداروں میں کیتھولک فرقہ کی تعلیم پر پابندی عائد کر دی گئی۔ اس طرح یہ قانون بھی پاس کیا گیا کہ رومن کیتھولک آئرلینڈ میں کوئی چرچ نہیں بنا سکتے۔ چنانچہ اکثر جگہوں پر کھلے میدان میں عبادت کی جاتی رہی۔ حکومت کی اس پالیسی کی وجہ سے ۱۶۶۵ء تک پروٹسٹنٹ گو آئرلینڈ کی کل آبادی کا ایک تہائی تھے مگر وہ ملک کی ۴/۵ زمین پر قابض تھے۔

۱۸۰۰ء میں ایک اتحادی ایکٹ پاس کیا گیا جس کی رو سے آئرلینڈ کو برطانیہ کا حصہ قرار دے دیا گیا اور اس طرح آئرلینڈ پر حکومت لندن سے ہونے لگی مگر آئرلینڈ کے باشندوں کو خصوصاً رومن کیتھولک لوگوں کو یہ بات پسند نہ آئی وہ آئرلینڈ کو آزاد مملکت دیکھنا چاہتے تھے۔ مگر پراٹسٹنٹ لوگوں کا خیال تھا کہ اگر آئرلینڈ برطانیہ کا حصہ بن جائے تو ملک خوش حال ہو جائے گا۔ ۱۸۴۵ء سے ۱۸۴۹ء کا زمانہ قحط کا زمانہ تھا جس میں آئرلینڈ کی آلو کی فصل بہت متاثر ہوئی اور ملک میں تقریباً ۲۲ ہزار افراد لقمہ اجل ہو گئے۔ اس کے علاوہ مناسب خوراک نہ ملنے کی وجہ سے اکثر آبادی نحیف و لاغر ہو گئی اور طرح طرح کی بیماریوں میں مبتلا ہو کر ختم ہو گئے۔ لوگوں نے اس آفت ناگہانی کی تمام تر ذمہ داری حکومت برطانیہ پر ڈالی اور اس طرح حکومت کے خلاف آئرلینڈ کے عوام میں نفرت کی لہر دوڑ گئی۔ نیز اسی دور میں بہت سارے غریب کیتھولک خاندان اپنے پروٹسٹنٹ زمینداروں کو حصہ آمد زمین یا مکانات کا کرایہ نہ ادا کر سکے جس پر پروٹسٹنٹ مالکوں نے انہیں زمین یا مکانات سے بے دخل کر دیا۔ اس طرح پروٹسٹنٹ لوگوں کے خلاف نفرت پھیل گئی۔ بہت سے رومن کیتھولک ملک سے ہجرت کر گئے اور ان کا ایک بڑا حصہ امریکہ جا کر آباد ہو گیا۔ یہ مہاجرین جب امریکہ میں آسودہ حال ہوئے تو انہوں نے حکومت برطانیہ کے خلاف آئرش لوگوں کی مدد کے لئے رقوم نیز اسلحہ بھی بھیجنا شروع کیا۔

۱۸۹۳ء میں Gladstone نے آئرلینڈ کے لئے ہوم رول بل پیش کیا مگر ہاؤس آف لارڈز نے اسے مسترد کر دیا۔ ۱۹۱۲ء میں اسکوانتھ نے ایک نیا ہوم رول بل پیش کیا جسے ہاؤس آف کامنز نے منظور کر لیا مگر ہاؤس آف لارڈز نے اسے دو سال تک لٹکائے رکھا۔ اسی دوران آئرلینڈ کے پروٹسٹنٹ لوگوں نے اس بل کے خلاف ایک منظم مہم چلائی اور نصف ملین کے لگ بھگ لوگوں سے دستخط کر کے حکومت کو ایک عرضداشت بھجوائی جس میں اس عزم کا اظہار کیا گیا کہ آئرش ہوم رول کو کامیاب نہیں ہونے دیں گے۔ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے ایک مسلح تنظیم کا قیام عمل میں لایا گیا جس کا نام السٹر والنٹر فورس تھا۔ اس میں ایک لاکھ رضاکار آئرش ہوم رول کو ختم کرنے کے لئے برسرپیکار ہو گئے۔ ان لوگوں نے جرمنی سے ہتھیاروں کی فراہمی کے بعد جنگی تربیت حاصل کرنا شروع کی۔

دوسری طرف جنوبی آئرلینڈ میں رہنے والے قوم پرستوں نے بھی اس کا مقابلہ کرنے کے لئے آئرش والنٹر فورس قائم کی اور انہوں نے بھی جرمنی سے ہتھیار حاصل کر لئے۔ ایسی صورت حال میں جب دونوں فریقوں میں تصادم ناگزیر تھا جنگ عظیم اول شروع ہو گئی اور اس طرح کچھ دیر کے لئے خطرہ ٹل گیا۔

۱۹۱۸ء کے انتخابات میں کیتھولک آئرش لوگوں نے شن فین پارٹی کا ساتھ دیا یہ پارٹی ۱۹۰۵ء میں معرض وجود میں آئی تھی اور قومی آزادی کا مطالبہ کر رہی تھی۔

۱۹۱۹ء میں ایک خفیہ تنظیم آئی۔ آر۔ اے۔) (I. R. A وجود میں آئی جس کا مقصد آئرلینڈ کی آزادی حاصل کرنا تھا۔ اور اس نے برطانیہ کی حکومت کے خلاف مسلح جدوجہد کا آغاز کیا۔

۱۹۲۰ء میں برطانوی حکومت نے ایک ایکٹ پاس کیا جس کی رو سے ۱۹۲۱ء میں اینگلو آئرش معاہدہ ہوا اور اس طرح آئرلینڈ کا بٹوارا ہو گیا اور ملک کے ۳۲ صوبوں میں سے ۲۶ صوبوں کو خود مختار ملک قرار دے دیا گیا۔ جب کہ بقیہ ۶ صوبوں پر مشتمل علاقہ کو شمالی آئرلینڈ کا نام دے کر انگلستان کا حصہ قرار دے دیا گیا۔ اس بٹوارے پر نہ تو ریپبلکن خوش تھے اور نہ ہی یونینسٹ۔ اس ایکٹ کی رو سے دونوں ملکوں کو اپنی آزاد پارلیمنٹ کے چناؤ کا اختیار دے دیا گیا۔

۱۹۳۷ء تا ۱۹۴۸ء جنوبی آئرلینڈ کی حکومت (E-ire) کے نام سے پکاری جاتی تھی مگر ۱۹۴۹ء میں اسے ری پبلک کا نام دے دیا گیا۔

۱۹۶۷ء میں شمالی آئرلینڈ میں انسانی شہری حقوق تحریک کا آغاز ہوا اور مطالبات کئے گئے کہ کیتھولک فرقہ کے لوگوں کے ساتھ ملازمت، گھروں کی الاٹمنٹ اور لوکل گورنمنٹ چلانے میں غیر مساوی سلوک ختم کیا جائے اور پروٹسٹنٹ لوگوں کے مساوی حقوق دئے جائیں

اس وقت صورت حال یہ تھی کہ پروٹسٹنٹ فرقہ کے لوگ انڈسٹری، حکومت کے محکموں اور تجارت وغیرہ پر مکمل طور پر چھائے ہوئے تھے اور وہ اپنے ہم عقیدہ لوگوں کو ہی آگے لانا چاہتے تھے۔ پبلک سکٹر میں یونینسٹ کونسلیں پروٹسٹنٹ لوگوں کو ہی کام مہیا کرتی تھیں۔ اسی طرح رہائش کے مسئلہ میں بھی رومن کیتھولک فرقہ کے لوگوں کے ساتھ اچھا سلوک نہ کیا جاتا تھا اور ان کو ایسے علاقوں میں مکانات مہیا کئے جاتے تھے کہ جس سے پروٹسٹنٹ علاقوں میں ان کی آبادی نہ بڑھ سکے اور اس طرح کونسل چلانے کی ذمہ داری پروٹسٹنٹ لوگوں کے پاس ہی رہے۔

۱۹۶۹ء میں شمالی آئرلینڈ میں دونوں فرقوں یعنی پروٹسٹنٹ اور رومن کیتھولک میں پھر لڑائی شروع ہو گئی اور فسادات اتنی شدت اختیار کر گئے کہ فیصلہ کیا گیا کہ برطانوی فوجی امن و امان قائم رکھنے کے لئے گلی کوچوں میں گشت کریں۔ نیز جا بجا سڑکوں کی ناکہ بندی کی گئی تاکہ تخریب کار عناصر کو پکڑا جا سکے مگر باوجود برطانوی فوجوں کی موجودگی کے جھگڑا بڑھتا گیا اور دونوں اطراف سے کئی جانیں اختلافات کی بھینٹ چڑھ گئیں۔

DISTRIBUTORS OF CRIMPLENE/ VELVET & POLYESTER COTTON CLOTH/ QUILTS & BLANKETS/ PILLOWS & COVERS/ VELVET CURTAINS/ NYLON & SATIN FINISH BED SPREADS/ BED SETTEE & QUILT COVERS/ VELVET CUSHION COVERS/ PRAYER MATS/ ETC. ETC DIRECT SALE TO THE PUBLIC

CROWN TEXTILES,
138 ABBEY ROAD, BRADFORD, BD8 8DP
PHONE 0274 724 331/ 488 446
FAX 0274 730 121

NEW AND SECOND-HAND SPARES
SPECIALISTS IN JAPANESE CARS ALL MODELS

TJ AUTO SPARES

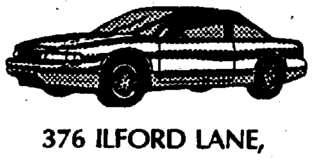

376 ILFORD LANE,
ILFORD, ESSEX
081 478 7851

بلفاسٹ شہر کو کیتھولک اور پروٹسٹنٹ دو علیحدہ علیحدہ علاقوں میں تقسیم کیا گیا۔ درمیان میں آہنی باڑ کھڑی کی گئی تاکہ دونوں فریقوں کا آپس میں آمنا سامنا نہ ہو۔ ۱۹۷۲ء میں شمالی آئرلینڈ کی پارلیمنٹ کو معطل کر دیا گیا اور حکومت براہ راست لندن سے ہونے لگی۔

۱۹۷۶ء میں دونوں فریقوں کے امن پسند طبقہ نے مل کر ایک امن مارچ کیا جس میں مطالبہ کیا گیا کہ ملک کو مزید قتل و غارت سے بچایا جائے۔

حکومت برطانیہ نے بھی اس مسئلہ پر پرامن حل تلاش کرنے کی کوشش کی مگر کامیابی نہ ہوئی۔ حکومت پر زور ڈالنے کے لئے آئرش لوگوں کی تنظیم آئی۔ آر۔ اے۔ نے انگلستان آکر بھی تخریبی کاروائیوں کو جاری رکھا چنانچہ ۱۹۸۴ء میں اس تنظیم نے برائیٹن کے ایک ہوٹل کا کچھ حصہ بم کی مدد سے اڑا دیا۔ اس وقت وہاں ٹوری پارٹی کی سالانہ کانفرنس ہو رہی تھی اور وزیر اعظم مارگریٹ تھیچر اور دیگر ٹوری لیڈرز ہوٹل میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ بم کے دھماکے سے نہ صرف ہوٹل کی عمارت کو نقصان پہنچا بلکہ جانیں بھی تلف ہوئیں۔

۱۹۸۵ء میں برطانیہ اور آئرش ری پبلک دونوں اس بات پر راضی ہوئیں کہ شمالی آئرلینڈ کے بارہ میں تمام مسائل کو گفت و شنید کے ذریعہ حل کیا جائے۔ چنانچہ وقتاً فوقتاً معاملات پر بحث ہوتی رہی مگر تخریب کاری کے واقعات میں کمی نہ آئی۔ کئی دفعہ عارضی فائر بندی کے اعلانات ہوئے مگر دشمنیاں برقرار تھیں اس لئے تھوڑی دیر بعد پھر دونوں طرفوں سے اسلحہ کا استعمال ہوتا تھا۔ اس طرح ملک میں سخت خوف اور بے چینی کی فضا قائم رہی۔

ابھی چند ہفتے پہلے آئی۔ آر۔ اے۔ نے فائر بندی کا اعلان کیا ہے اور برطانیہ کی حکومت کو دعوت دی ہے کہ وہ گفت و شنید سے شمالی آئرلینڈ کے مسئلہ کا مستقل حل ڈھونڈے مگر حکومت کی طرف سے کچھ خدشات کا اظہار کیا جا رہا ہے کیونکہ پہلے بھی ایسے معاملات میں ایک دوسرے پر اعتبار کرنا سود مند ثابت نہیں ہوا تھا۔ اس دفعہ کی گفت و شنید کے نتیجہ میں دسمبر ۱۹۹۳ء میں ڈاؤننگ اسٹریٹ سے پہلی مرتبہ شن فین کے ساتھ باضابطہ بات چیت کا اعلان ہوا اور حکومت کی طرف سے چند شرائط پیش کی گئیں جس کو پورا کرنے کے بعد حکومت ان سے بالمشافہ بات چیت کے لئے تیار ہوگی۔ آئی۔ آر۔ اے۔ اور دیگر تخریب کار تنظیموں پر یہ بات واضح کی گئی کہ پہلے بلا شرط تخریب کاری مکمل طور پر بند کرنے کا اعلان کیا جائے۔ کوئی نہیں جانتا کہ مذاکرات کا نتیجہ کیا نکلے۔ اس سلسلہ میں جن پارٹیوں یا لوگوں پر مذاکرات کی کامیابی کا انحصار ہے ذیل میں ان کا مختصر تعارف درج ہے۔

(۱) جیری ایڈمز۔ شن فین پارٹی کے صدر ہیں جو آئی۔ آر۔ اے کا سیاسی ونگ تصور کی جاتی ہے۔ اگرچہ انہوں نے آئی۔ آر۔ اے سے کسی قسم کے تعلق سے بیزاری کا اظہار کیا ہے تاہم پروٹسٹنٹ لیڈر ان کی اس بات کا اعتبار نہیں کرتے اور اسے اپنا سب سے بڑا حریف خیال کرتے ہیں۔

جیری ایڈمز کو مارچ ۱۹۷۲ء میں گرفتار کر کے بدنام ترین لانگ کیش جیل میں رکھا گیا جہاں سے اس وقت کے شمالی آئرلینڈ کے سکرٹری ولیم وائٹ لاء کے ساتھ مذاکرات کے لئے رہا کیا گیا مگر ۱۹۷۲ء کا معاہدہ امن صرف تیرہ دن قائم رہ سکا۔

۱۹۷۵ء میں بھی صلح کی کوشش کی گئی مگر السٹر والنٹیئر فورس نے معاہدہ کی خلاف ورزی کی اور قتل و غارت جاری رکھا۔ کہا جاتا ہے کہ جیری ایڈمز کو اس بات کا احساس ہو گیا کہ تشدد پسندی کے ذریعہ معاملات کا حل ممکن نہیں اس لئے وہ بات چیت پر رضامند ہوئے ہیں اور صلح کے لئے کافی بھاگ دوڑ کر رہے ہیں۔

چند سال پہلے حکومت برطانیہ نے پریس پر پابندی عائد کرتے ہوئے جیری ایڈمز کے کسی قسم کے بیان کو ان کی زبانی براڈ کاسٹ کرنے پر پابندی عائد کر دی تھی جو حال ہی میں اٹھالی گئی ہے۔

(۲) جان ہیومز۔ یہ رومن کیتھولک سوشل ڈیموکریٹک اینڈ لیبر پارٹی کے لیڈر ہیں۔ (Ulster) السٹر شمالی آئرلینڈ کے پرانے منجھے ہوئے سیاستدان ہیں جنہوں نے ۲۵ سال اپنی زندگی کے سیاست میں گزارے ہیں۔ یہ ایسے لیڈر ہیں جو آئی۔ آر۔ اے۔ اور Loyalist دونوں کی ہٹ لسٹ پر ہیں۔ ان کی پارٹی ۱۹۷۰ء میں وجود میں آئی تھی۔ موجودہ گفت و شنید میں ان کا کافی حصہ ہے۔

(۳) پروویژنل آئی۔ آر۔ اے۔ آئرش آرمی کونسل اس کو ہدایت دیتی ہے اس کونسل میں چھ مرد اور ایک عورت ہیں اور کسی بھی معاہدہ کے تحت فائر بندی کی اجازت یہ کونسل دیتی ہے۔

آرمی کی مجلس عاملہ کے بارہ افراد ان سات افراد کا انتخاب کرتے ہیں مگر ان سب کے نام خفیہ رکھے جاتے ہیں۔

(۴) آئی۔ این۔ ایل۔ اے۔:۔ یہ ری پبلکن تشدد گروپ کی ایک شاخ ہے۔ گو موجودہ دور میں اس کا اثر کافی کم ہے تاہم ان کا مطالبہ ہے کہ شمالی آئرلینڈ سے تمام برطانوی فوجوں کو واپس بھجوایا جائے۔

(۵) یونینسٹ پارٹی:۔ السٹر یونینسٹ کے لیڈر Jim Molyneaux ہیں اگرچہ ریورنڈ Paisley ان کو عوامی لیڈر نہیں سمجھتے تاہم وہ پروٹسٹنٹ لوگوں کے با اثر لیڈر ہیں۔ یہ ان کے پیروکار مسٹر ہیوم اور مسٹر ایڈمز کے آپس میں سمجھوتے سے بہت خائف ہیں۔ یہ تنظیم السٹر (Ulster) کو کلی طور پر انگلستان کا حصہ دیکھنا چاہتی ہے۔

(۶) ڈیموکریٹک یونینسٹ پارٹی:۔ ریورنڈ Ian Paisley اس کے لیڈر ہیں۔ یہ بنیاد پرست پروٹسٹنٹ ہیں جنہوں نے آج سے چالیس سال پہلے اپنے چرچ کی بنیاد رکھی تھی۔ یہ تنظیم ڈبلن حکومت کے ساتھ کسی قسم کی شراکت کے خلاف ہے اور کہتے ہیں کہ السٹر (Ulster) صوبہ میں یونینسٹ اکثریت سے حکومت قائم ہونی چاہئے۔

(۷) السٹر والنٹیئر فورس (UVF):۔ یہ پروٹسٹنٹ لوگوں کی تنظیم ہے جو بعض لحاظ سے آئی۔ آر۔ اے۔ سے بھی خطرناک گنی جاتی ہے۔ اس ماہ کے اوائل میں انہوں نے ایک حاملہ کیتھولک خاتون کو اس کے گھر میں داخل ہو کر اس کے ایک چھوٹے بچے کے سامنے مار ڈالا تھا۔ نیز آئی۔ آر۔ اے کی فائر بندی کے اعلان کے بعد اس نے ڈبلن ریلوے اسٹیشن پر بم کا دھماکہ کیا جس کے نتیجہ میں دو عورتیں زخمی ہوئیں اور یہ اعلان بھی کیا کہ یہ ڈبلن حکومت کے لئے ایک وارننگ کی حیثیت رکھتا ہے۔ اسے یاد رکھنا چاہئے کہ شمالی آئرلینڈ برطانیہ کا حصہ ہے اور اسے کسی بھی صورت میں آئرش ری پبلک کا حصہ نہیں بنایا جا سکتا۔

(۸) السٹر فریڈم فائٹر (UFF):۔ یہ بھی السٹر کی ایک غیر قانونی تنظیم ہے جس نے گزشتہ سال اکتوبر میں اندھا دھند فائرنگ کر کے ایک شراب خانہ میں سات کیتھولک افراد کو گولیوں سے بھون ڈالا تھا۔ یہ بھی ڈبلن کی حکومت سے کسی قسم کی گفت و شنید کی حامی نہیں ہے۔

(۹) سر پیٹرک مے ہیو (Sir Patrick Mayhew) یہ السٹر کے سکرٹری آف سٹیٹ ہیں۔ ان کی بھی انتہائی کوشش ہے کہ فریقین میں معاہدہ ہو جائے تاکہ علاقہ میں مستقل امن کی کوئی صورت نکل آئے۔ انہی کی کوششوں سے مختلف فریقوں سے گفت و شنید کے لئے رابطے نکلے اور بات چیت کی کوئی صورت نکلی۔

عالمی مسئلہ خوراک

(محمد احمد خان ۔ مانچسٹر)

آج دنیا کی آبادی پانچ ارب تین کروڑ نفوس پر مشتمل ہے۔ اگر موجودہ تناسب سے اس میں اضافہ جاری رہا تو ۲۰۰۰ء میں چھ ارب اور ۲۰۵۰ء میں دس ارب ہوگی۔ کہا جاتا ہے کہ فضائی آلودگی اور موسموں کی تبدیلی کے اثرات اور آبادی میں اضافہ خوراک کو عالمی نوعیت کا مسئلہ بنا رہے ہیں۔ ماضی میں کبھی بھی آبادی میں اضافے کی رفتار اس قدر بلند نہیں رہی بلکہ یونائٹڈ نیشنز کے اعداد و شمار کے مطابق دنیا کی آبادی:

دس ہزار سال قبل مسیح میں.....ایک کروڑ۔
سن صفر عیسوی میں.......تیس کروڑ۔
سترہ سو عیسوی میں......ساٹھ کروڑ۔
اٹھارہ سو عیسوی میں.......ایک ارب ساٹھ کروڑ۔
۱۹۸۵ء میں.........چار ارب ساٹھ کروڑ۔
جولائی ۱۹۸۷ء میں.........پانچ ارب۔
اور ۲۰۰۰ء تک ممکنہ آبادی.......چھ ارب ہے۔

ماہرین خوراک فکر مند ہیں کہ کیا زمین میں اس قدر خوراک آئندہ پیدا ہو سکے گی جو اربوں انسانوں کی ضرورت کو پورا کر سکے؟ اگر نوع انسان آئندہ خوراک کے بھاری مطالبے کو پورا کرنے میں ناکام رہی تو قدرت ناپسندیدہ طریقوں سے آبادی کو ختم کر دے گی۔ یہ امریکی ماہرین Paul Ehrlich & Anne Ehrlivh کی رائے ہے۔ یہ دونوں سٹینڈ فورڈ یونیورسٹی سے تعلق رکھتے ہیں۔ انہوں نے اپنی کتاب (The Population Explosion) میں اس بات کا تذکرہ کیا ہے۔ ان کے نزدیک اتنی خوراک کا مہیا کرنا ہرگز ممکن نہیں ہوگا۔

کیا ہمیں زراعت کی طرف خاص توجہ دینی چاہئے؟ گزشتہ تیس سالوں میں مختلف سائنسی کوششوں اور وسائل کو استعمال میں لا کر پیداوار میں کئی گنا اضافہ کیا گیا ہے۔ ڈرامائی طور پر فصلوں کی پیداواری مقدار کے ساتھ ساتھ کوالٹی میں بھی اضافہ اور بہتری ہوئی۔ ۱۹۶۵ء سے ۱۹۹۰ء تک کے ترقی پذیر ممالک کے متعلق اعداد و شمار کے مطابق خوراک کی پیداوار میں ۱۱۷ فیصدی اضافہ ہوا ہے اس میں ایشیا باقی سب خطوں سے بہتر ترقی پر ہے۔

آبادی کے بڑھنے سے نئے شہروں کی آباد کاری لازمی امر ہے۔ نئے شہروں کی آباد کاری کے لئے درکار زمین کو مہیا کرنے کے لئے قابل کاشت رقبہ آہستہ آہستہ کم ہوتا جا رہا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ حالیہ کاشت ہونے والی زمینیں بنجر بھی ہو رہی ہیں۔ اس کی وجہ زمین میں سیم اور تھور ہے۔ یو۔ این۔ او۔ Environment Programme کے مطابق ۱۷ فیصد زمین گزشتہ ۴۵ سالوں میں کاشتکاری کی صلاحیت کھو بیٹھی ہے۔

سائنسی شواہد کے ساتھ یہ بات اب عیاں ہے کہ Greenhouse Effect کی وجہ سے اب آہستہ آہستہ پوری دنیا کا درجہ حرارت بڑھ رہا ہے۔ (Intergovernmental Panel on Climate change) کے اندازے کے مطابق آئندہ صدی میں پوری دنیا کا اوسط درجہ حرارت تین ڈگری سنٹی گریڈ بڑھ جائے گا۔ درجہ حرارت میں زیادتی کے اثرات زراعت کے شعبہ میں نمایاں ہوں گے۔ سرد علاقوں یعنی کینیڈا، یورپ کے شمالی حصہ اور سابقہ سوویٹ یونین وغیرہ میں جہاں فصلوں کے پکنے کے موسم چھوٹے ہوتے تھے اب درجہ حرارت کے بڑھنے سے یہ موسم طویل ہو جائیں گے اور یوں فصلیں اچھی ہوں گی۔ دوسرے پوری دنیا میں گرمی بڑھنے سے ہوا میں نمی زیادہ ہوگی تاہم وہ علاقے جہاں پہلے ہوا میں نمی کم ہونے پر فصلوں پر اچھا اثر نہیں ہوتا تھا اب گیلے گرم مرطوب موسم سے فصلوں کو کافی فائدہ ہوگا۔ جبکہ Tropical خطوں میں حالات یکسر تبدیل ہوں گے۔ درجہ حرارت کے بڑھنے سے اکثر موسم خشک رہا کرے گا اور قحط کی سی صورت واقع ہوا کرے گی۔ ان علاقوں میں فصلوں کی فی ایکڑ پیداوار کم ہو جائے گی کیونکہ زیادہ درجہ حرارت فصلوں کی برداشت سے باہر ہوگا۔

یوں عالمی طور پر درجہ حرارت میں زیادتی قطبین پر پڑی برف کے پگھلنے سے اور خشکی پر موجود پانی کے آبی بخارات میں تحلیل ہو کر سمندروں پر آگرنے سے سطح سمندر بلند ہوگی۔ سمندر کی سطح کے بلند ہونے سے سمندری کناروں کے ساتھ ساتھ زیر زمین پانی میں نمکیات کی مقدار بڑھ جائے گی اور وہ پانی کسی بھی طرح کاشتکاری کے قابل نہیں رہ سکے گا۔

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ درجہ حرارت کے عالمی سطح پر بڑھنے سے ۲۰۶۰ء تک صرف ۵ فیصد خوراک کی پیداوار میں کمی ہوگی اس سے زیادہ نہیں مگر ۲۰۶۰ء کو فی ایکڑ پیداوار آج کے فی ایکڑ پیداوار سے کہیں زیادہ پیدا کرنا ہوگی تا اس وقت دس ارب انسانوں کو کھانا نصیب ہو سکے۔ ۲۰۵۰ء میں تیسری دنیا کے ۸ ارب ۷۰ کروڑ انسانوں کو خوراک مہیا کرنے کے لئے فی ہیکٹر دو ٹن کی حالیہ شرح کو چھ ٹن کرنا پڑے گا۔ مگر یہ اس صورت میں ہے جب عام آدمی ۴۰۰۰ کیلریز یومیہ کے متبادل خوراک کا کھانا کھائے۔ اگر کل کا انسان عیش

باقی صفحہ نمبر ۱۴ پر ملاحظہ فرمائیں

مکئی کا تحفہ

(محمد زکریا ورک)

امریکہ کا نام سنتے ہی بے اختیار دماغ میں امریکہ کے مقامی اور اصلی باشندوں "ریڈ انڈین" لوگوں کا تصور ابھر آتا ہے جس طرح یورپ میں بسنے والے مختلف اقوام کے لوگ یورپین کہلاتے ہیں بعینہ امریکہ میں مختلف ریڈ انڈین اقوام کے لوگ ریڈ انڈین کہلاتے ہیں یہاں پر بسنے والے چند ایک معروف قوموں کے نام حسب ذیل ہیں:

Ojibwa, Hurons, Cherokee, Cree, Iroquis.

۱۴۹۲ء میں جب کرسٹوفر کولمبس نئی دنیا میں پہنچا تو یہاں کے مقامی باشندوں کو اس نے Los Indios کہا اور اس وجہ سے ان لوگوں کو انڈین کہا جاتا ہے۔

امریکی انڈین کا نام لب پر آتے ہی لوگوں کے دماغ میں تیر کمان ہاتھ میں لئے سر پر عقاب کے پروں کا تاج پہنے ریڈ انڈین کا چہرہ گھوم جاتا ہے۔ امریکی وفاقی حکومت اور کینیڈین وفاقی حکومت کے ان لوگوں سے معاہدات کے تحت یہ لوگ خاص علاقوں میں رہتے ہیں جن کو Indian Reserve کہا جاتا ہے۔ اس ریزرو کے علاقہ میں ان کا اپنا چیف ہوتا ہے جو ایک کونسل Band Council کے تعاون سے روز مرہ کے امور ونسق اور حکومت کے فرائض سرانجام دیتا ہے۔ ریزرو کے علاقہ میں صرف انڈین رہائش پذیر ہو سکتے ہیں کسی اور شخص کو وہاں رہائش اختیار کرنے کے لئے اجازت لینا درکار ہوتی ہے۔ ریزرو پر رہنے والے لوگ وفاقی حکومت کو ٹیکس ادا کرنے سے مبرا ہوتے ہیں۔

دیکھنے میں ریڈ انڈین سب ایک جیسے نظر آتے ہیں ان کے سیاہ بال سیدھے اور لمبے ہوتے ہیں۔ چہرہ کی ہڈی (Cheek Bone) نمایاں ہوتی ہے۔ سر کے بال تو گھنے مگر جسم کے دوسرے حصوں پر بال بہت کم ہوتے ہیں۔ ان لوگوں کی اکثریت ڈاڑھی اور مونچھوں کو شیو کرتی ہے۔ مرد عورتوں کی طرح لمبے بال رکھتے ہیں کانوں میں زیور پہننا مردوں کے لئے معیوب نہیں سمجھا جاتا ہے۔ لباس کے لئے یہ لوگ موز، بھینس، ہرن کی کھال کا لباس پہننا پسند کرتے ہیں مقامی زبان کے علاوہ انگریزی زبان پر یہ لوگ پورا عبور رکھتے ہیں۔

امریکہ میں یہ لوگ کہاں سے آئے؟ اس سوال کا جواب مؤرخین یہ دیتے ہیں کہ روس کے مغربی علاقہ میں یہ لوگ آج سے ہزاروں سال قبل شکار کرتے کرتے الاسکا کے راستے ایک بالکل مختلف دوسرے علاقہ میں پہنچ گئے جواب موجودہ حالت میں جغرافیائی تبدیلیوں کے باعث نظر نہیں آتا ہے۔ اس مقام کو جہاں روس اور الاسکا آپس میں ملتے ہیں اور جہاں سے یہ لوگ امریکہ آئے Bering Strait کہا جاتا ہے۔ آج سے ہزاروں سال قبل الاسکا کے بعض حصوں میں برف شاید زیادہ نہ تھی اور یہ لوگ آسانی سے سفر کر کے نارتھ امریکہ پہنچ گئے۔ اس سفر کے بعد یہ Bering Land Bridge پانی میں ڈوب کر ختم ہو گیا اور یہ لوگ یہیں کے ہو کر رہ گئے۔ تمام مؤرخین اس بات سے متفق ہیں کہ یہ لوگ Mangoloid Race سے تعلق رکھتے ہیں امریکہ آنے کا جو راستہ آج سے ۱۲۰۰۰ ہزار سال قبل مسیح اختیار کیا وہ یقیناً روس سے الاسکا اور الاسکا سے امریکہ تھا۔

امریکہ آنے سے قبل یہ لوگ سب ایک ہی نسل سے تعلق رکھتے تھے مگر جب یہ نارتھ اور ساؤتھ امریکہ کے علاقوں میں آباد ہو گئے تو پھر یہ مختلف قوموں اور قبیلوں میں تقسیم ہو گئے اور کئی ایک زبانیں ایجاد ہو گئیں۔

چنانچہ ایک ماہر لسانیات Morris Swadesh کے محتاط اندازے کے مطابق جب سفید فام لوگ امریکہ آئے تو اس وقت یہ ریڈ انڈین لوگ ۲۲۰۰ زبانیں بولتے تھے۔ مرور ایام کے ساتھ ساتھ بہت سی زبانیں قبائل کے دنیا سے ختم ہونے کے ساتھ ساتھ ختم ہوتی گئیں۔ اس کے باوجود آج بھی امریکہ میں بہت سے Indian Dialects بولے جاتے ہیں۔ ساؤتھ امریکہ کے ملک پیراگوائے (Paraguay) میں ۴۰ لاکھ سے زیادہ باشندے انڈین زبان Guarani بولتے ہیں۔ چنانچہ اس ملک میں ہسپانوی زبان کے برابر گورانی سرکاری زبان مانی جاتی ہے۔

ریڈ انڈین میں زمین کی ملکیت کا تصور وہ نہیں تھا جو سفید فام اقوام میں تھا۔ مختلف اشخاص کی بجائے زمین کی ملکیت پورے قبیلہ کی سمجھی جاتی تھی۔ جس طرح ہوا روشنی اور پانی تقسیم نہیں کیا جا سکتا اسی طرح ان کے خیال میں زمین تقسیم نہیں ہو سکتی تھی چنانچہ سفید فام لوگوں نے جب زمین کو افراد میں تقسیم کرنا شروع کیا تو یہ بات ان لوگوں کی سمجھ سے باہر تھی۔ ریڈ انڈین زمین کی حد درجہ عزت اور احترام کرتے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ خدا نے انسان کے لئے زمین نہیں بنائی بلکہ زمین کے لئے انسان بنائے ہیں۔ حیات بعد الموت کے بارہ میں ان کا عقیدہ یہ ہے کہ اس دنیا سے دوسری دنیا میں زندگی شروع ہوتی ہے۔

ریڈ انڈین میں آج سے پانچ صدیاں قبل پیسہ کا استعمال اس قدر زیادہ نہیں تھا مگر وسطی امریکہ میں بعض پرانے ایسے کھلونے دستیاب ہوئے ہیں جن میں پہیہ بنا ہوا تھا۔ ریڈ انڈین میں کتے گھروں میں رکھنے کا عام رواج تھا لوگ شہد کی مکھیوں کو پالتے اور اس سے شہد اور موم بناتے تھے۔

سیاسی امور میں یہ لوگ جمہوری اداروں کے قیام، فردی آزادی اور اپنے امور کا خود فیصلہ کرنے میں بہت سختی سے عمل کرتے تھے۔ سفید فام لوگوں نے ایک شخص کی عزت اور وقار جمہوریت نمائندہ حکومت کے سیاسی خیالات ان لوگوں سے اپنا کر آج کی جدید دنیا کو دئے۔ امریکی انقلاب سے پہلے ریڈ انڈین لوگ وفاقی طرز حکومت کی طرح آپس کے قبائلی علاقوں میں رہتے تھے۔ چنانچہ اس ضمن میں League of Iroquois کا ذکر مشہور امریکن مصنف بنجمن فرینکلن نے ۱۷۵۴ء میں ایک مضمون میں خاص طور پر کیا ہے۔

انڈین لوگوں کی اس لیگ سے امریکی سیاسی لیڈروں کو "امریکی یونین" کا خیال نصیب ہوا اور یوں چند ایک ریاستوں نے پہل کر کے امریکی وفاقی حکومت کا سنگ بنیاد رکھا۔ امریکہ میں شخصی آزادی اور عزت کا بہت چرچا رہتا ہے۔ اس کا تصور بھی سفید فام لوگوں کو ریڈ انڈین نے دیا۔

دور حاضر کے امریکہ کی روز مرہ زندگی کے ہر پہلو میں ریڈ انڈین لوگوں کی اعانت نمایاں نظر آتی ہے۔ زراعت، مذہب، تجارت، اقتصادیات، حکومت غرضیکہ کوئی ایسا شعبہ زندگی نہیں جہاں ان لوگوں کا اثر نظر نہ آتا ہو۔

جب کرسٹوفر کولمبس نئی دنیا میں پہنچا تو انڈین لوگوں نے آنے والوں کو اپنی غذا سے متعارف کیا اور پھر انہیں پودے لگانے، مچھلی پکڑنے اور شکار کرنے کے طریقے سکھلائے۔ دنیا میں آجکل جتنی خوراک پیدا کی جاتی ہے اس کا نصف سے زیادہ حصہ وہ ہے جو ریڈ انڈین امریکہ میں اگاتے تھے۔ مگر سفید فام لوگوں کو اس کا علم ۱۴۹۲ء کے بعد ہوا۔ مکئی اور آلو آج دنیا میں گندم اور چاول کے بعد سب سے زیادہ کھائے جاتے ہیں جبکہ مکئی اور آلو ریڈ انڈین لوگ ہزاروں سال سے کھاتے آئے ہیں۔ مکئی کے دانوں کی کئی قسمیں ہوتی ہیں۔ بعض تو قوس قزح کی طرح رنگ برنگ ہوتے ہیں غرضیکہ مکئی کا عظیم تحفہ دنیا کو ریڈ انڈین نے دیا اور دنیا ہمیشہ ان کی ممنون رہے گی۔ مکئی آج بھی ریڈ انڈین لوگوں کی محبوب غذا ہے۔

مکئی کے علاوہ ریڈ انڈین نے سفید لوگوں کو ۸۰ سے زیادہ پودوں اور سبزیوں سے متعارف کیا۔ ان میں سے چند ایک نام یہ ہیں۔ مونگ پھلی، اسکواش، ٹماٹر، کدو، انناس، مرچ (Pepper) (سبز رنگ والی) اور Chicle نامی پودا جس سے چیونگ گم بنتی ہے۔ تمباکو کا استعمال کولمبس نے پہلی بار امریکہ میں ہوتے دیکھا۔ اس کے بعد یہ یورپ گیا اور وہاں سے تمام دنیا میں کاشت کیا جانے لگا۔ ریڈ انڈین تمباکو کا استعمال بطور نشہ کے نہیں کرتے تھے بلکہ بطور دوائی کے استعمال کیا جاتا تھا۔ تمباکو کا استعمال صرف مرد کرتے تھے۔

ریڈ انڈین تہذیب نے ۵۹ دوائیاں بھی دنیا کو دیں ان میں سے چند ایک کے نام حسب ذیل ہیں:۔

Coca (for Cocaine), Curare (Muscle Relaxer), Datura [Pain Reliever), Cinchona Bark (Source of Quinine)–

امریکہ کے ہزاروں شہروں اور ریاستوں کے نام ریڈ انڈین تہذیب کی یادگار ہیں۔ اس کے علاوہ انگریزی زبان میں درجنوں الفاظ انڈین زبانوں سے آئے ہیں جیسے:

Tobacco, Chipmunk, Squash, Shunk, Toboggan, Moose, Pecan, Raccoon, Cougar.

امریکہ میں ہر سال کاروں کے نئے ماڈل مارکیٹ میں آتے ہیں ایسی کئی ایک کاروں کے نام ریڈ انڈین ہیں جیسے Mustang, Cherokee, Cougar, Maverick.

انگریزی زبان کے مندرجہ ذیل محاورے بھی انڈین زبان سے ماخوذ ہیں:

Bury the Hatchet, Warpath, Big Chief, Indian Summer

اسی طرح انٹرنیشنل بوائے اسکاؤٹ کا خیال بھی ریڈ انڈین لوگوں کے طرز زندگی سے شروع ہوا۔

سرخ فام امریکن اور ان کی تعداد

بہت سے مؤرخین نے یہ بات معلوم کرنے کی کوشش کی ہے کہ جب ۱۴۹۲ء میں سفید فام لوگ امریکہ میں وارد ہوئے تو یہاں کتنے سرخ فام امریکن رہتے تھے۔ بعض نے اندازہ لگایا ہے کہ امریکہ میں ۷۵ ملین ریڈ انڈین رہتے تھے جبکہ بعض نے یہ قیاس آرائی کی ہے کہ یہاں صرف ۸ ملین افراد رہتے تھے۔ ایک اندازے کے مطابق جب کولمبس یہاں وارد ہوا اس وقت پندرہ سے بیس ملین ریڈ انڈین یہاں آباد تھے۔ کیلی فورنیا کی ریاست میں ساڑھے تین لاکھ ریڈ انڈین آباد تھے۔

جوں جوں سفید فام لوگ آتے گئے ریڈ انڈین کم ہوتے گئے۔ ان کی اکثریت کو سفید فام لوگوں نے صفحہ ہستی سے جان بوجھ کر ناپید کیا۔ تا سفید فام لوگ زمین کی ملکیت حاصل کر سکیں۔ ایک زمانہ تھا جب سفید فام لوگوں کو ریڈ انڈین لوگ مارنے پر انعام سے نوازا جاتا تھا اور وہ بڑے فخر سے کہا کرتے تھے کہ میں نے اتنے ریڈ انڈین ہلاک کئے ہیں۔ سفید فام لوگوں کے ہاتھوں مرنے کے علاوہ جو بیماریاں یورپ سے لوگ ساتھ لے کر آئے ان کے آگے بھی ریڈ انڈین نے ہتھیار ڈال دئے تھے۔ ان نت نئی بیماریوں کا ان کے پاس علاج نہ تھا۔ ۱۸۶۰ء میں امریکہ میں ۳۴۰،۰۰۰ انڈین آباد تھے مگر پچاس سال بعد ۱۹۱۰ء میں یہ تعداد گر کر ۲۲۰،۰۰۰ رہ گئی تھی اسکے بعد ان کی شرح موت کم ہو گئی اور پیدائش کی شرح قدرے بڑھ گئی چنانچہ ۵۰ سال بعد ۱۹۶۰ء میں امریکہ میں ۵۵۲،۲۲۸ انڈین اور اسکیمو آباد تھے۔ کینیڈا میں اس وقت چار لاکھ کے قریب ریڈ انڈین آباد ہیں۔

سفید فام لوگوں نے ہر طرح مقامی باشندوں کا قتل کیا، ان کی جائیداد اور زمین پر قبضہ کیا اور جو بچ گئے ان پر اپنے قوانین، مذہب اور رسم و رواج کو لاگو کیا۔

درحقیقت امریکہ کے سفید فام باشندوں کی تاریخ کا یہ ایک سیاہ ترین باب ہے۔ سفید فام لوگوں نے کتنے انڈین کو قتل کیا، کتنوں کو غلام بنایا، کتنوں کی بیویوں کی عصمت لوٹی یہ بات شاید کبھی بھی کوئی نہ جان سکے گا۔ ظلم کی بات یہ ہے کہ یہ جنگ ان مقامی باشندوں پر زبردستی تھوپی گئی۔ یہ جنگ ایک انڈین کی زمین پر لڑی گئی اور اس کے اصل مالک اس سے بالآخر ہاتھ دھو بیٹھے۔ کہتے ہیں کہ بعض ریاستوں میں ایک دن میں ہزاروں انڈین کو قتل کیا گیا تا کہ ان کی زمین پر بھوکے، سفاک، سفید فام یورپین ملکیت حاصل کر سکیں۔

Earlsfield Properties
RENTING AGENTS
081 877 0762
PROPERTIES WANTEDIN ALL AREAS FOR WAITING TENANTS

CRAWFORD TRAVEL SERVICES
COMPETITIVE FARES TO PAKISTAN - INDIA - THE MIDDLE & FAR EAST - USA & CANADA BY PIA - AIR INDIA - BRITISH AIR - EMIRATE AIR - GULF AIR - KUWAIT AIR AND OTHER MAJOR AIRLINES
PHONE 071 723 2773
FAX 071 723 0502
Room 104, Chapel House
24 Nutford Place, London W1H

قبیلوں کے قبیلے چند دنوں میں صفحہ ہستی سے ختم کر دیئے گئے۔

یورپین سفید فام جب امریکہ آئے تو ان کی نظر یہاں کے سونے، چاندی، قیمتی پتھروں اور ہیروں پر تھی۔ انڈین غلام بھی آمدنی کا ایک مؤثر ذریعہ تھے کیونکہ یہ غلام کم اجرت پر یورپ میں جاکر اپنے سفید فام مالکوں کا کام کرتے تھے۔ کرسٹوفر کولمبس نے نہ صرف امریکہ میں غلامی کا آغاز کیا بلکہ دوسری قوموں کو بھی اس طرف آمادہ کیا۔ یورپین تاجروں کے لئے امریکہ کے انڈین ان کے مال کی کھپت کے لئے ایک زبردست منڈی بھی تھے۔ چنانچہ یورپین تاجر اپنا مال یہاں لاتے اور یہاں سے Indin Fur یورپ لے جاکر مہنگے داموں پر فروخت کرتے تھے۔

زمین پر قبضہ

انڈین لوگوں کی زمین پر قبضہ کرنے کے لئے سفید فام لوگوں نے نت نئے حربے استعمال کئے۔ بعض جگہوں پر زمین ان سے خرید لی گئی یا اس کے عوض ان کو کوئی چیز دے دی گئی۔ بعض ایک جگہ سفید فام لوگوں نے سازشوں، دھوکے بازی اور جھوٹی قانونی کاروائی کر کے زمین پر قبضہ کیا۔ جن علاقوں میں انڈین قبائل نے مزاحمت کی وہاں امریکی فوج کو بھیج کر ان کو تہس نہس کر دیا گیا اور اس کے فوراً بعد سفید فام لوگوں کو وہاں بسا دیا گیا۔ بعض ایک جگہ قبیلوں کے ساتھ امن کے معاہدات کر کے ان کی زمینوں پر قبضہ کر لیا گیا۔

عیسائی مشنریوں نے ریڈ انڈین کے خاتمے میں حسب روایت پورا پورا دھوکے بازی سے بھرپور کردار ادا کیا۔ مذہب کے بھیس میں ان مشنریوں نے ریڈ انڈین لوگوں کو سفید فام لوگوں کا لباس پہننے اور نام بدلنے کی تلقین کی۔ ان مقامی باشندوں کو عیسائیت کے عقائد سکھلا کر ان کو اپنے مذہب سے بے زار کیا گیا اور پھر رفتہ رفتہ ریڈ انڈین نے سفید فام باشندوں میں گھلنا ملنا شروع کر دیا اور ان کی اپنی شناخت ختم ہو گئی۔

بائبل کا ترجمہ Algonquin زبان میں ۱۶۶۳ء میں کیا گیا۔ بائبل کا ۳۲ انڈین زبانوں میں ترجمہ ہو چکا ہے۔

جیسا کہ پہلے ذکر کیا جا چکا ہے سفید فام لوگ اپنے ساتھ یورپ سے مخصوص بیماریاں بھی لے کر آئے جن کے خلاف مزاحمت انڈین اقوام میں کم تھی۔ چنانچہ انڈین قوم کی اکثریت ان بیماریوں سے ہلاک ہوئی۔ سفید فام لوگ جو بیماریاں اپنے ساتھ امریکہ لے کر آئے ان کے نام مندرجہ ذیل ہیں۔ چیچک، ہیضہ، تپ دق اور ٹائی فائیڈ بخار وغیرہ۔

امریکہ میں انڈین قوم کی نیشنل کانگرس آف امریکن انڈینز ہے جو مختلف قبائل کے نمائندوں سے مل کر بنی ہے۔ یہ کانگرس امریکہ میں ریڈ انڈین کے حقوق کی ترجمانی کرتی ہے۔ کینیڈا میں چار لاکھ کے قریب انڈین قوم کی اسمبلی آف فرسٹ نیشنز ہے۔ ان کے چیف کا نام اس وقت Ovedi Mercredi ہے جو ایک پیشہ ور وکیل ہے۔ کینیڈا میں اس وقت ۵۸۳ انڈین قبائل Status Bands موجود ہیں جن کو حکومت اصلی ریڈ انڈین سمجھتی ہے۔ اسمبلی آف فرسٹ نیشنز کو وفاقی حکومت ہر سال چھ ملین ڈالرز امداد دیتی ہے۔

آج سے پانچ سو سال قبل امریکہ میں جو انڈین تہذیب تھی اس کا نام و نشان اب صرف "انڈین ریزرو" میں ملتا ہے۔ بہت سے قبائل نے سفید فام لوگوں کے طرز زندگی کو اپنا لیا ہے مگر بعض ایک نے اپنے پرانے طور طریقے کو ابھی تک محفوظ رکھا ہوا ہے۔ انڈین قوم کے افراد جو مخصوص کپڑے پہنتے ہیں ان کے نام یہ ہیں۔

Punchos , Parkas ,Cushmas, Mocassins اس کے ساتھ ساتھ بعض ایک انڈین بلیو جینز میں بھی ملبوس نظر آتے ہیں۔

"انڈین ریزرو" پر جو لوگ رہتے ہیں ان کو حکومت رہائش کے لئے امداد دیتی ہے جس کے باعث وہ کاہل پسند ہو جاتے ہیں۔ ریزرو پر ان کی اپنی انڈین پولیس ہوتی ہے اگر ایک انڈین عورت کسی سفید فام شخص سے شادی کر لے تو وہ اپنے حقوق و مراعات سے ہاتھ دھو بیٹھتی ہے۔ ہر انڈین کو ایک شناختی کارڈ ملتا ہے جس کو Band Card کہتے ہیں اس کارڈ کے دکھانے سے ان کو کسی بھی شہر میں وی۔ اے۔ ٹی۔ ٹیکس ادا نہیں کرنا پڑتا۔ کینیڈا کی وفاقی حکومت میں ایک منسٹری کا نام Deptt. of Indian Affairs ہے جو انڈین لوگوں کے معاملات، جھگڑوں، زمین کے تنازعات Land Claims وغیرہ کا خیال رکھتا ہے۔ انڈین ریزرو پر ہر سال مختلف علاقوں میں انڈین لوگوں کا سالانہ کنوینشن ہوتا ہے جس کو Pow–Wow کہتے ہیں۔

چند معروف انڈین افراد

یہاں امریکہ کے چند معروف اشخاص کا ذکر کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے جن کی Heritage انڈین تھی۔ سینیٹر رابرٹ اوون (R. Owen) اور مشہور فلمی ایکٹر ول راجر (Will Roger) دونوں کا تعلق مشہور انڈین قبیلہ "چیروکی" سے تھا۔ امریکہ کا مشہور سنگر Elvis انڈین تھا۔ امریکہ کا مشہور بوائے اسکاؤٹ "ولیم کوڈی" بھی انڈین تھا۔ James Thorpe امریکہ کا مشہور فٹ بال کھلاڑی بھی انڈین تھا۔ ۱۹۱۲ء کے اولمپک کھیلوں میں ایک انڈین نے Decathlon اور Penthalon میں ریکارڈ قائم کیا تھا اس کی وفات ۱۹۵۳ء میں لاس اینجلیز میں ہوئی۔

ریڈ انڈین لوگوں کے عقائد کے مطابق عقاب سب پرندوں کا بادشاہ ہوتا ہے۔ ان کے نزدیک عقاب (Eagle) طاقت و جرات کا مظہر ہے۔ ریڈ انڈین کا ایک قبیلہ تو اس کی پوجا بھی کرتا تھا اور اسے آسمانی بادشاہ (Sky King) کہہ کر پکارتا تھا۔ عقاب کی زبردست نظر، لمبی عمر، اور جس بلندی پر یہ پرواز کرتا ہے یہ سب باتیں ان کے لئے بہت اثر پذیر تھیں۔ امریکہ کا قومی نشان بھی یہی عقاب ہے۔ کانگرس نے ۱۷۸۲ء میں سفید سر والے عقاب کو امریکہ کا قومی نشان منظور کیا تھا۔

ریڈ انڈین میں آدمی کبھی گنجے نہیں ہوتے۔ ان کے چہرہ پر بال بہت تھوڑے اگتے ہیں اور جو کوئی اگتے ہیں ان کو وہ نکال دیتے ہیں۔ ریچھ کے جسم سے چربی نکال کر یہ تیل بناتے ہیں اور اس تیل کو سر پر لگاتے ہیں۔ مرد اپنے بالوں کو درمیان میں بانٹتے ہیں اور جہاں چیر نکالتے ہیں اس لائن میں یہ سرخ رنگ لگاتے ہیں۔ عورتوں کے بال لمبے ہوتے ہیں اور ان کی لمبائی پر وہ بہت فخر کرتی ہیں۔ مرد اپنے چہروں کو پینٹ کرنا بھی پسند کرتے ہیں۔

کتابیات

1. American Indian Yesterday & Today - Bruce Grant, 1960.
2. The Indians of America, N.Y. 1947 - John Colliers.
3. Indians of North America, Chicago 1961 - Harold Driver.
4. This Land was Theirs, N.Y. 1966 - W.H. Oswalt.
5. Foods America Gave the World, N.Y. 1937 - Hyatt Verrill.

بقیہ عالمی مسئلہ خوراک

و عشرت سے خوراک کا استعمال کرے اور اگر خوراک کا استعمال ۴۰۰۰ سے بڑھ کر ۱۰،۰۰۰ کیلریز یومیہ ہو جائے تو فی ہیکٹر ۱۴ ٹن اناج پیدا کرنا پڑے گا جو اس وقت ناممکن دکھائی دیتا ہے۔

اس مسئلہ کے حل کی ایک ممکنہ صورت یہ ہو سکتی ہے کہ قابل کاشت رقبہ کو ۵۰ فیصد بڑھایا جائے۔ اس صورت میں فی آدمی ۴۰۰۰ کیلریز یومیہ کے لئے آج کی دو ٹن فی ہیکٹر کی شرح کے مقابل پر صرف تین ٹن فی ہیکٹر اناج پیدا کرنا ہو گا اور دس ہزار کیلریز یومیہ کی صورت میں ۹ ٹن فی ہیکٹر جو بظاہر ناممکن ہے۔

ترقی پذیر ممالک میں زیر کاشت کل رقبہ ۷۰ کروڑ ہیکٹر ہے۔ آئندہ ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے ایک ارب چالیس کروڑ ہیکٹر رقبہ قابل کاشت درکار ہو گا۔ عالمی ادارہ خوراک و زراعت (FAO) کے مطابق عرب علاقوں میں کاشت کے قابل زمین میں سے صرف ۲۰ فیصد پر فصلوں کو اگایا جا رہا ہے۔ اور کم مقدار میں کھادوں اور کیڑے مار ادویات کو استعمال میں لایا جا رہا ہے۔ جس کے نتیجہ میں فی ہیکٹر پیداوار بہت کم ہے۔ اگر کھاد اور کیڑے مار دواؤں کے سپرے کی ٹیکنالوجی کو بروئے کار لایا جائے تو پیداواری صلاحیت بہت اوپر آ سکتی ہے۔

خوراک کے زیادہ پیدا کرنے کے مسئلے کے ساتھ ایک اور مسئلہ خوراک کا گھروں تک پہنچنے سے قبل ضائع ہونے کا بھی ہے۔ ۱۹۸۸ء میں (FAO) کے اعداد و شمار کے مطابق کٹی ہوئی فصل کا صرف ۶۰ فیصد حصہ انسانوں کو میسر ہوا۔ باقی ماندہ سب ضائع ہوا۔

دنیا میں کئی ممالک اپنی خوراک بھاری مقدار میں درآمد کرتے ہیں۔ ان میں غریب اور امیر سب شامل ہیں۔ غریب ممالک ایسے بھی ہیں جن کے پاس نہ ہی کوئی زرخیز زمین اور نہ ہی پانی کے ذخائر ہیں مگر بعض ایسے بھی ہیں جن کے پاس زراعتی وسائل تو نہیں مگر وہ اس قدر مالی طاقت ضرور رکھتے ہیں کہ وہ اپنی ساری خوراک باہر سے منگواتے ہیں۔ ان میں ہانگ کانگ اور کویت شامل ہیں۔ جو انٹرنیشنل مارکیٹ سے اپنی خوراک حاصل کرتے ہیں۔

زائر جیسے بھی ممالک ہیں جن کے پاس وسیع و عریض زرعی وسائل اور پانی موجود تو ہے مگر حکومت نے زراعت کے شعبہ میں کوئی پالیسی نہیں اپنائی۔

اس مسئلہ کا ایک اور دلچسپ پہلو یہ ہے کہ لاطینی امریکہ کے ممالک کو سالانہ ۳ ملین ٹن خوراک کی کمی ہوتی ہے۔ ایشیا کے ممالک ۴۳ ملین ٹن، افریقہ ۵ ملین ٹن، مشرقی یورپ ۲۷ ملین ٹن اور مغربی یورپ ۱۹ ملین ٹن خوراک باہر سے منگواتے ہیں۔ لیکن آپ یہ معلوم کر کے حیران ہونگے کہ شمالی امریکہ کے ممالک اپنی ضرورت سے کہیں زیادہ یعنی سالانہ ۹۱ ملین ٹن کی خوراک اپنی ضرورت سے زیادہ پیدا کرتے ہیں۔ اور ان امیر ممالک میں جس قدر خوراک ضائع ہوتی ہے وہ اس کے سوا ہے۔ اگر عالمی طور پر ایسا نظام جاری ہو جس کے تحت امیر ممالک میں خوراک کو ضائع نہ کرنے کے رجحان کو فروغ دیا جائے اور اسلام کے نظام زکوٰۃ کی مانند اور انفرادی طور پر غرباء کی امداد کے لئے مالی قربانی کریں اور "فی اموالہم حق للسائل والمحروم" کے الٰہی ارشاد کی تعمیل میں امیر ممالک غریب ملکوں کی ضروریات کا خیال کریں اور اس کے ساتھ انسان بے جا اسراف اور فضول خرچیوں سے اجتناب کرتے ہوئے اور خدا داد عقل کو استعمال کرتے ہوئے زیادہ سے زیادہ پیداوار حاصل کرنے کے لئے بہترین پلاننگ اور تحقیق اور جستجو کی صلاحیتوں کو بروئے کار لائے تو آبادی خواہ جتنی بھی ہو اسی زمین سے انسان کی تمام غذائی ضروریات پوری ہو سکتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے بڑی وضاحت سے قرآن مجید میں یہ خبر دے رکھی ہے کہ اس نے تمام انسانوں کی ضرورت کے لئے اشیاء اس زمین میں پیدا فرمائی ہیں۔ پس اس کی تخلیق ہر لحاظ سے مکمل ہے۔

بہر حال آنے والا کل یہ بتائے گا کہ انسان اپنی خوراک کی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے قدرتی وسائل کو خدا تعالیٰ کے منشاء کے مطابق پوری طرح استعمال میں لاتا ہے یا نہیں۔

خلافت کی برکت سے
خدا تعالیٰ خوف کی حالت کو
امن میں بدل دیتا ہے

KHAYYAMS
SUPPLIERS OF
FROZEN AND FRIED
MEAT SAMOSAS
VEGETABLES
SAMOSAS
CHICKEN SAMOSAS
LAMB BURGERS
KHAYYAMS
280 HAYDONS ROAD,
LONDON SW19 9TT
TEL: 081 543 5882
MOBILE: 0860 418 252
KHAYYAMS
PARTIES
CATERED FOR

TO ADVERTISE IN THE
AL FAZL INTERNATIONAL
PLEASE CONTACT
NAEEM OSMAN MEMON
081 874 8902/ 081 875 1285
OR FAX YOUR ADVERT FOR
A QUOTE ON 081 875 0249

تاریخ احمدیت
۱۸۸۹ء

اگرچہ مخلصین کے قلوب میں برسوں سے یہ تحریک جاری تھی کہ حضرت اقدس بیعت لیں مگر حضرت اقدس ہمیشہ یہی جواب دیتے تھے کہ "لست بمامور" (یعنی میں مامور نہیں ہوں) چنانچہ ایک دفعہ آپ نے میر عباس علی صاحب کے ذریعہ سے مولانا عبدالقادر صاحب کو صاف صاف لکھا کہ "اس عاجز کی فطرت پر توحید اور تفویض الی اللہ غالب ہے اور...... چونکہ بیعت کے بارے میں اب تک خداوند کریم کی طرف سے کچھ علم نہیں۔ اس لئے تکلف کی راہ میں قدم رکھنا جائز نہیں "لعل اللہ یحدث بعد ذلک امراً" مولوی صاحب اخوت دیں کے بڑھانے میں کوشش کریں اور اخلاص اور محبت کے چشمہ صافی سے اس پودہ کی پرورش میں مصروف رہیں تو یہی طریق انشاء اللہ بہت مفید ہوگا"

آخر ۱۸۸۸ء کی پہلی سہ ماہی میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو بیعت لینے کا ارشاد ہوا۔ یہ ربانی حکم جن الفاظ میں پہنچا وہ یہ تھے:۔

إِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ وَاصْنَعِ الْفُلْكَ بِأَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا۔ اَلَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ۔ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ أَيْدِيْهِمْ

یعنی جب تو عزم کرے تو اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کر اور ہمارے سامنے اور ہماری وحی کے تحت (نظام جماعت کی) کشتی طیار کر۔ جو لوگ تیرے ہاتھ پر بیعت کریں گے اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہوگا۔

حضرت کی طبیعت اس بات سے کراہت کرتی تھی کہ ہر قسم کے رطب و یابس لوگ اس سلسلہ بیعت میں داخل ہو جائیں اور دل یہ چاہتا تھا کہ اس مبارک سلسلہ میں وہی مبارک لوگ داخل ہوں جن کی فطرت میں وفاداری کا مادہ ہے اور کچے نہیں ہیں۔ آپ نے یکم دسمبر ۱۸۸۸ء کو ایک اشتہار کے ذریعہ سے بیعت کا اعلان عام فرمادیا۔ اس اعلان کے ساتھ جو بیعت کے متعلق پہلا اعلان تھا آپ نے بیعت کے لئے معین رنگ میں کوئی خاص شرائط نہیں تحریر کی تھیں ....۔

اسی اشتہار میں آپ نے ہدایت فرمائی کہ بیعت کرنے والے حضرات ۲۰ مارچ کے بعد لدھیانہ پہنچ جائیں۔

انہی دنوں شیخ مہر علی صاحب رئیس ہوشیار پور کے لڑکے کی شادی کی تقریب تھی جس میں شمولیت کے لئے انہوں نے درخواست کر رکھی تھی۔ اس لئے بیعت لینے سے قبل حضرت کو ایک مرتبہ ہوشیار پور بھی جانا پڑا۔ اس سفر میں مولوی عبداللہ صاحب سنوریؓ، میر عباس علی صاحب اور شیخ حامد علی صاحبؓ، آپ کے قدیم خادم آپ کے ساتھ تھے۔ شیخ مہر علی صاحب نے یہ انتظام کیا تھا کہ دعوت میں کھانے کے وقت رؤسا کے واسطے الگ کمرہ تھا اور ان کے ساتھیوں اور خدام کے لئے الگ مگر حضرت کا قاعدہ یہ تھا کہ اپنے خدام کو کمرے میں پہلے داخل کرتے پھر خود داخل ہوتے تھے اور ان کو اپنے دائیں بائیں بٹھاتے تھے۔ ان دنوں وہاں مولوی محمود شاہ چھچھ ہزاروی کا وعظ ہونے والا تھا۔ حضرت نے مولوی عبداللہ سنوریؓ کے ہاتھ بیعت کا اشتہار دے کر انہیں کہلا بھیجا کہ آپ اپنے لیکچر کے وقت کسی مناسب موقع پر اشتہار بیعت پڑھ کر سنا دیں اور میں خود بھی آپ کے لیکچر میں آؤں گا۔ اس نے وعدہ کر لیا۔ چنانچہ حضرت صاحب ان کے وعظ میں تشریف لے گئے لیکن اس نے وعدہ خلافی کی اور حضور کا اشتہار نہ سنایا بلکہ جس وقت لوگ منتشر ہونے لگے اس وقت سنایا مگر اکثر لوگ منتشر ہو گئے تھے۔ حضرت صاحب کو اس پر بہت رنج ہوا۔ فرمایا ہم اس کے وعدہ کے خیال ہی سے اس کے لیکچر میں آئے تھے کہ ہماری تبلیغ ہوگی ورنہ ہمیں کیا ضرورت تھی۔ اس نے وعدہ خلافی کی ہے۔ خدا کے بندوں کی خفگی رنگ لائے بغیر نہیں رہتی۔ چنانچہ یہ مولوی تھوڑے عرصہ کے اندر ہی چوری کے الزام کے نیچے آ کر سخت ذلیل ہوا۔

حضرت کے اشتہار پر جموں، خوست، بھیرہ، سیالکوٹ، گورداسپور، گوجرانوالہ، پٹیالہ، جالندھر، مالیر کوٹلہ، انبالہ، کپورتھلہ اور میرٹھ کے اضلاع سے متعدد مخلصین لدھیانہ پہنچ گئے۔ بیعت اولیٰ کا آغاز لدھیانہ میں (حضرت مولوی عبداللہ صاحب سنوریؓ کی روایت کے مطابق) ۲۰ رجب ۱۳۱۰ ہجری مطابق ۲۳ مارچ ۱۸۸۹ء کو حضرت منشی احمد جان صاحب رضی اللہ عنہ کے مکان واقعہ محلہ جدید میں ہوا۔ وہیں بیعت کے تاریخی ریکارڈ کے لئے ایک رجسٹر تیار ہوا جس کی پیشانی پر یہ لکھا گیا "بیعت توبہ برائے حصول تقویٰ طہارت" رجسٹر کے اندر ایک نقشہ تھا جس میں ولدیت اور سکونت درج کی جاتی تھی۔

حضرت اقدس بیعت کے لئے مکان کی ایک کچی کوٹھڑی میں (جو بعد میں دارالبیعت کے مقدس نام سے موسوم ہوئی) بیٹھ گئے اور دروازے پر شیخ حامد علی صاحبؓ کو مقرر کر دیا اور انہیں ہدایت دی کہ جسے میں کہتا جاؤں اسے کمرہ میں بلاتے جاؤ۔ چنانچہ آپ نے سب سے پہلے حضرت مولانا نورالدین رضی اللہ عنہ کو بلوایا۔ حضرت اقدس نے مولانا کا ہاتھ کلائی پر سے زور کے ساتھ پکڑا اور بڑی لمبی بیعت لی۔ حضرت مولانا نورالدینؓ کے بعد میر عباس علی صاحب، شیخ محمد حسین صاحب خوشنویس مراد آبادی نیز چوتھے نمبر پر مولوی محمد عبداللہ سنوریؓ اور پانچویں نمبر پر مولوی عبداللہ صاحب ساکن تنگی علاقہ چارسدہ نے بیعت کی۔ ان کے بعد غالباً منشی اللہ بخش صاحب لدھیانہ کا نام لے کر بلایا اور پھر شیخ حامد علی صاحب سے کہہ دیا کہ خود ہی ایک ایک آدمی کو اندر داخل کرتے جاؤ۔ اس کے بعد آٹھویں نمبر پر قاضی خواجہ علی صاحبؓ نویں نمبر پر میر عنایت علی صاحبؓ اور دسویں نمبر پر چوہدری رستم علی صاحبؓ اور پھر (معاً بعد یا کچھ وقفے کے ساتھ) حضرت منشی روڑا خاں صاحب نے بیعت کی۔ ستائیسویں نمبر پر رحیم بخش صاحب سنوریؓ (متوفی ۲۷ نومبر ۱۹۳۹ء) کی بیعت ہوئی۔ اس طرح پہلے دن باری باری چالیس افراد نے آپ کے دست مبارک پر بیعت کی۔

مردوں کی بیعت کے بعد حضرت گھر میں آئے تو بعض عورتوں نے بھی بیعت کی۔ سب سے پہلے حضرت مولانا نورالدین صاحبؓ کی اہلیہ محترمہ حضرت صغریٰ بیگمؓ نے بیعت کی۔ آپ حضرت صوفی احمد جان صاحبؓ کی صاحبزادی تھیں۔ حضرت مولانا نورالدینؓ کی زوجیت کے لئے خود حضرت مسیح موعودؑ نے ان کا انتخاب فرمایا تھا۔ غالباً ۱۸۸۸ء میں وہ حضرت مولانا کے نکاح میں آئیں۔ حضرت اقدس بنفس نفیس برات میں شامل ہوئے تھے۔ حضرت ام المومنین ابتداء ہی سے آپ کے سب دعاوی پر ایمان رکھتی تھیں اور شروع ہی سے آپ کو بیعت میں سمجھتی تھیں اس لئے آپ نے الگ بیعت کی ضرورت نہیں سمجھی۔

بابا رحیم بخش صاحب سنوریؓ کا بیان ہے کہ بیعت کے بعد کھانا تیار ہوا تو حضور نے فرمایا اس مکان میں کھانا کھلاؤ کیونکہ وہ مکان لمبا تھا۔ غرض دسترخوان بچھ گیا اور سب دوستوں کو وہیں کھانا کھلایا گیا۔ کھانے کے وقت ایسا اتفاق ہوا کہ میں حضور کے ساتھ ایک پہلو پر بیٹھا تھا۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام لدھیانہ میں ۱۸ اپریل ۱۸۸۹ء تک مقیم رہے۔ ابتداءً محلہ جدید میں پھر محلہ اقبال گنج میں۔ تاہم بیعت کا سلسلہ بدستور جاری رہا۔ پہلے بیعت اکیلے اکیلے ہوتی رہی پھر خطوط کے ذریعہ سے اور پھر مجمع عام میں بیعت ہونے لگی۔

(ماخوذ از تاریخ احمدیت مرتبہ مولانا دوست محمد صاحب شاہد)

خلافت

خلافت سر تقدیر خداوند
خلافت امتنان و شکر ایزد
خلافت آسرا ہے بےبسی میں
خلافت موعظت ہے بےکسی میں

خلافت عہد و پیمان اخوت
خلافت سایہ و ظل نبوت
خلافت حسن و احسان مسیحاً
خلافت فیض و فیضان مسیحاً

ہے اس سے تمکنت دین ہدیٰ کی
حقیقت اس سے ظاہر ہے دعا کی
خداوندا یہ کیا ارض و سما ہے
بہ ہنگام شب اک میری دعا ہے

گلستاں میں کوئی پھر خوش نوا ہے
خلافت حق کے نغموں کی صدا ہے
خلافت سے ہے اک رونق جہاں میں
خلافت سے مہک ہے گلستاں میں

کبھی روشن ہوئی تھی جس سے محفل
سجی تھی جس سے بزم صاحب دل
اسی سے آج پھر دل کی نمو ہے
اسی سے روشنی پھر چار سو ہے

اسی سے آج پھر حق کی جلو ہے
اسی سے آج آوازہ ہو ہے
خداوندا رہے دائم یہ محفل
خداوندا سدا رحمت ہو نازل

مرے احباب کو حاصل ہو رفعت
تری درگاہ سے حاصل ہو عزت
مقدر میں رہے اک کامرانی
خداوندا عطا ہو شادمانی

(امین اللہ خاں سالک)

AUTO REPAIRS

ANY AUTO ELECTRICAL
OR MECHANICAL REPAIRS
ALL CAR MODELS AND MAKES

FOR FURTHER INFORMATION CALL
NASEER AHMAD KHALID
ON:
(081) 789 1913

SPECIALISTS IN
22 & 24 CARAT GOLD
JEWELLERY
Khalid JEWELLERS
10 Progress Building,
491 Cheetham Hill Road,
Cheetham Hill,
MANCHESTER M8 7HY
PHONE & FAX
061 795 1170

Al Fazl International Weekly, London

16 Gressen Hall Road, London SW18 5QL (U.K)

ISSN: 1352 9587

TELEPHONE NO. 081-870 8517
FAX NO. 081-870 1095

Vol. 1 | Friday, October 14, 1994 | No. 41

شذرات

(م۔ا۔ح)

ہمارے زمانے کے دینی حلقوں سے تعلق رکھنے والے جو حضرات خود کو علماء کرام کہلانے پر مصر ہیں اور جابجا اپنے علم و فضل کا ڈھنڈورا پٹوانے کا اہتمام کرتے ہیں ان کے فرمودات پر نظر کی جائے تو حیرت ہوتی ہے کہ علم اور روشنی کے اس دور میں بھی یہ کن اندھیری وادیوں میں بھٹک رہے ہیں۔ اصلی حیثیت وہ ہے جو امام زمانہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے واضح فرما دی ہے کہ موعود حکم و عدل کی بعثت کے بعد اس کے مقابلہ پر آنے والے ہر شخص کا علم سلب کر لیا گیا ہے اور اب رشد و حکمت کی صرف وہی تعبیر غالب رہے گی جس کے سوتے اس ہدایت یافتہ مہدی کے قلب مطہر سے پھوٹیں گے۔ ان نام کے علماء، چاہے وہ مساجد کے گنبدوں کے نیچے پروان چڑھے ہوں یا دنیوی جامعات کے منتہی ہوں، کے اقوال اور تحریروں کو دیکھیں تو یہ توہمات، خلاف عقل اور خود تضادی کا عبرتناک مرقع دکھائی دیتے ہیں۔ ان کا عندیہ پانا تو درکنار، آدمی موضوع سے ہی بے زار ہو جاتا ہے۔ کوئی بسم اللہ کے فضائل پر پانچ قسطوں میں مضمون لکھتا ہے تو اس میں ایسی بے ہودہ اور بے سروپا روایات کو جمع کرتا ہے جس سے ایک قاری کو سوائے الجھن، بے یقینی اور بدمزگی کے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ غیر ہنستے ہیں اور یوں لگتا ہے کہ "راسخون فی العلم" کی تہمت ان پر ایک پھبتی ہے۔ ان کا کوئی عالم قرآن مجید کی فضیلت کو عنوان بناتا ہے تو اس قسم کے دعاوی پیش کرتا ہے:۔

"اگر آپ قرآن کو آرام سے خوب سوچ سمجھ کر پڑھیں تو اس میں دنیا کے تمام علوم موجود ہیں۔ اس میں ریاضی، سائنس، نفسیات، معاشرت، قانون سازی، انتظامیہ، عدلیہ، فنانس، اکنامکس، بنکنگ، اکاؤنٹنگ، آڈٹنگ اور بزنس پر مکمل مواد موجود ہے"۔

(حاتم دیالا، مضمون کتاب اللہ اور سائنس، جنگ لندن یکم اپریل ۱۹۹۴ء)

اس بھلے آدمی سے اکاؤنٹنگ اور آڈٹنگ کے بارے میں ہم کیا پوچھیں اگر یہ ریاضی کے چند کلیے ہی قرآن سے برآمد کر دیتے تو اس دور کے نیوٹن، آئن شٹائن اور برٹرینڈ رسل بغیر کسی حیل و حجت کے ایمان لے آتے۔ یہی وہ لوگ ہیں جو اسلام اور مسلمانوں کی رسوائی اور تضحیک کا باعث ہیں۔ یہ وہ نادان دشمن ہیں جو غیروں کو اسلامی تعلیمات کے قریب لانے کے بجائے اسلام کو بدنام کر رہے ہیں اور اپنی جہالت کی نمائش۔ بظاہر اعلیٰ تعلیم یافتہ اصحاب بھی ایسی بے سروپا باتیں لکھ جاتے ہیں کہ پورے کلام کا اثر زائل ہو جاتا ہے۔ مثلاً:

"افلاطون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے پوچھا کہ اگر آسمان کمان بن جائیں، حوادث تیر ہو جائیں اور اللہ تعالیٰ تیرانداز ہو تو بندہ کہاں جائے۔ کہا کہ تیر انداز کے قریب ہو جائے"۔

(ڈاکٹر محمد انوار اللہ، بعنوان "قندیل" روزنامہ جنگ لندن ۵ اگست ۱۹۹۴ء)

سوال یہ ہے کہ کونسا افلاطون تھا اور کن حضرت موسیٰ کی بات ہو رہی ہے جن میں باہم مکالمہ ہوا تھا۔ تاریخ میں مذکور حضرت موسیٰ اور یونانی فلسفی افلاطون کے درمیان تو سات آٹھ سو سال کا وقفہ تھا اور پھر اللہ تعالیٰ کا جو تصور اس بے بنیاد روایت سے اجاگر کیا گیا ہے وہ ایک رحیم اور شفیق آقا کی جگہ ایک ظالم تیرانداز کا ہے جو ہر دم کمان چڑھائے اپنے بندوں کے شکار پر آمادہ ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ان کے ایک بلند پایہ مستند عالم دین کے علم تاریخ پر عبور کا ایک مظاہرہ دیکھئے اور اپنا سر پیٹئے۔

مدینہ منورہ میں اسلام کے بارہ میں پہلی خبر کیسے پہنچی۔ "حضرت مولانا احمد سعید صاحب دہلوی" نے لکھا ہے:۔

"مدینہ کی ایک عورت سے ایک جن کو عشق تھا جو پرندے کی شکل میں اس کی دیوار پر آکر بیٹھا کرتا تھا اور جب عورت تنہا ہوتی تو انسان کی شکل میں آکر .... (الفضل کے صفحات اس ماجرا کی تفصیل کے متحمل نہیں ہو سکتے۔ ناقل) اتفاقاً چند روز اس کا آنا بند ہو گیا۔ پھر ایک دن آیا تو اس عورت نے پوچھا کہ تم اتنی مدت سے کہاں غائب تھے۔ اس نے کہا کہ میں تم سے رخصت ہوتا ہوں۔ تم اب مجھ سے ملنے کی امید نہ رکھنا۔ مکہ میں ایک نبی پیدا ہوئے ہیں۔ انہوں نے .... کو حرام کر دیا ہے"۔

(ہفت روزہ ختم نبوت انٹرنیشنل، کراچی، جلد ۷ شمارہ ۱۴، ۲ تا ۸ ستمبر ۱۹۸۸ء ص ۵)

بہ ادنیٰ تصرف ببیں علم و دانش باید گریست

اور کمال یہ ہے کہ یہ وہی لوگ ہیں جنہیں احمدیت کی مخالفت میں پیش پیش رہنے کا فخر ہے۔

الفضل انٹرنیشنل کی زیادہ سے زیادہ خریداری کے ذریعہ اس روحانی چشمہ کے فیض کو عام کریں۔ نہ صرف خود خریدار بنیں بلکہ دوسروں کو بھی خریداری کی طرف توجہ دلائیں۔

(مینجر)

1 HOUR
PHOTO PRINTS
SET A PRINT
246, WIMBLEDON PARK ROAD, SOUTHFIELDS, LONDON SW18
PHONE 081 780 0081

مکتوب پاکستان

(مبشر احمد محمود ایم۔ اے۔)

ایک "کافر" نہیں بستی میں مسلمانوں کی

سیاست کے متعلق کبھی سنا کرتے تھے کہ یہ عوام الناس کی اور خصوصاً کمزور اور پسماندہ انسانوں کی خدمت کا نام ہے اور اسی نسبت سے اسے عبادت کے قریب کا کوئی عمل سمجھا جا سکتا ہے۔ لیکن اسلامی جمہوریہ پاکستان میں سیاست ایک کاروبار کا نام ہے۔ ایک ایسا کاروبار جو دوسری تمام قسم کی تجارتوں سے روپے پیسے کے لحاظ سے کہیں زیادہ منافع بخش ہے اور حقوق و مراعات کے وسیع امکانات کے پہلو سے بھی جلب منفعت کا ایک یقینی ذریعہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قوم کے غم میں نڈھال ہمارے سیاسی لیڈروں کے لئے انتخابات جیتنے یا ہارنے کا مرحلہ اب ایک سیاسی عمل سے آگے بڑھ کر زندگی اور موت کا مسئلہ بن چکا ہے۔ وہ ہر قیمت پر جیتنے کے لئے دوسرے تمام جائز و ناجائز حربے استعمال کرنے کے ساتھ ساتھ اندھا دھند دولت لٹاتے ہیں اور پھر اسے کئی گنا بڑھا کر واپس وصول کرتے ہیں۔

لاکھوں کو کروڑوں اور اربوں میں بدل کر وصول کرنے کے کئی ایک طریقے ہیں۔ انتہائی قیمتی کمرشل پلاٹس کو کوڑیوں کے مول خریدنا، کبھی واپس نہ کرنے کی نیت سے کروڑوں کے قرضے لینا، ملوں کارخانوں اور دوسری نفع بخش تجارتوں کے پرمٹ اور لائسنس منظور کروانا، اپنے حلقہ ہائے نیابت کی نام نہاد ترقی کے لئے خطیر فنڈز وصول کرنا، ملازمتوں کا کوٹہ اور تقرریوں تبادلوں کے اختیارات استعمال کرنا، دوسرے ممالک کے ویزوں کا کاروبار کرنا، غیر ملکوں کے طویل سرکاری دورے فرمانا، بڑے بڑے ٹھیکوں کے سودے اور سودوں پر کمیشن وصول کرنا وغیرہ وغیرہ۔ لیکن قوم کے مفاد کے نام پر ملک کی لوٹ کھسوٹ کے ان جملہ "طریقہ ہائے واردات" میں سے سب سے زیادہ سائنٹفک اور محفوظ و مامون طریقہ یہ ہے کہ اپنی مرضی کی بیماری میں مبتلا ہو کر امریکہ یا یورپ کے کسی ملک میں علاج کے لئے جانا۔ گزشتہ کچھ عرصہ سے وطن عزیز میں یہ طریقہ سب سے زیادہ "رائج" میں ہے۔ الیکشن کے ہنگاموں میں مہینوں تک مار دھاڑ سے بھرپور سرگرمیاں جاری رکھنے اور مخالفین کو محض پھونکوں سے اڑا دینے کے دعوے کرنے والے لحیم و شحیم عوامی نمائندگان پر منتخب ہونے کے معاً بعد یہ "انکشاف" ہوتا ہے کہ وہ تو کسی انتہائی خطرناک اور جان لیوا بیماری میں مبتلا ہیں جس کا علاج صرف اور صرف امریکہ یا یورپ کے کسی فیشن ایبل ملک میں ہی ممکن ہے۔ چنانچہ عوامی نمائندگی سے حاصل ہونے والے استحقاق کے نام پر لاکھوں کا زر مبادلہ بٹورا جاتا ہے اور پھر تمام تر سرکاری خرچ پر اہل و عیال یا دیگر شریک کاروبار دوستوں پر مشتمل "ذاتی عملے" کے ہمراہ کئی ہفتوں یا مہینوں کا تفریحی دورہ شروع ہو جاتا ہے۔ اس ضمن میں ایک تازہ خبر سنئے:

"صحت کے پارلیمانی سیکرٹری نے قومی اسمبلی میں بتایا کہ گزشتہ دس ماہ کے دوران قومی اور صوبائی اسمبلیوں کے اراکین، سینیٹروں، وزیروں اور سرکاری افسران کے بیرون ملک علاج پر آٹھ کروڑ دو لاکھ اکسٹھ ہزار دو سو سولہ روپے کا خطیر زر مبادلہ خرچ ہوا ہے"۔

اس خبر پر جنگ کے ایک اداریہ کا اقتباس بھی دیکھئے:۔

"پاکستان میں ہر قسم کے امراض کے علاج کی بہترین سہولتیں میسر ہیں مگر اس کے باوجود ہمارے مقتدر ایوانوں کے اراکین اور ان کے اعزہ و اقربا سرکاری مصارف پر بیرون ملک علاج کروانے کو ترجیح دیتے ہیں تاکہ علاج کے بہانے سیر و تفریح کا لطف بھی اٹھا لیا جائے .... قومی خزانے کو ہر بااثر آدمی نے مال غنیمت سمجھ رکھا ہے اور وہ جب جی چاہتا ہے اس پر ہاتھ صاف کر گزرتا ہے"۔

(جنگ ۲۷ اگست ۱۹۹۴ء)

یہ شرمناک صورت حال ایک ایسے غریب اور پسماندہ ملک کی ہے جہاں عوام کی اکثریت کو ایک ڈسپرین کی گولی بھی بروقت میسر نہیں ہو پاتی اور جہاں کے سرکاری ہسپتالوں میں بدقسمت مریضوں کو جان بچانے والی ادویات بھی خود خرید کر لانی پڑتی ہیں۔ چند دن قبل کے اخبارات میں شائع ہونے والی ایک نوجوان کی فریاد سنئے۔

"کینسر کے ایک نوجوان مریض کی طرف سے لاہور ہائی کورٹ میں درخواست دائر کی گئی ہے جس میں اس نے اپنے دل کا کرب اس طرح بیان کیا ہے کہ میں اپنے باپ کو اتنا ہی پیارا ہوں جتنا بلاول بے نظیر بھٹو کو اور حسین نواز شریف کو۔ اگر دوائیں نہ ملنے سے مر گیا تو میرا خون ارباب اختیار کے سر ہو گا۔ حکومت اگر علاج نہیں کروا سکتی تو گولی مروا دے"۔

ان سفاکوں کو کیا کہا جائے بجز یہ کہ۔

حذر اے چیرہ دستاں سخت ہیں فطرت کی تعزیریں

مگر ٹھہرئیے! مفاد پرستی اور بہیمیت کے اس گھپ اندھیرے میں نور کی ایک کرن بھی تو دیکھتے چلئے ــــــ ایک چھوٹی سی خبر جسے اس اسلامی مملکت کے محب وطن اور دیانت دار اخبارات نے انتہائی غیر اہم بنا کر اندرونی صفحات پر ایک کالم میں شائع کیا۔

"عالمی شہرت یافتہ سائنسدان ڈاکٹر عبدالسلام نے وزیر اعظم پاکستان کی جانب سے ان کے علاج کے اخراجات برداشت کرنے کی پیش کش کا شکریہ ادا کیا ہے اور کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں معقول وسائل بخشے ہیں اس لئے ان کے علاج پر خرچ کی جانے والی رقم پاکستان میں تعلیم و تحقیق پر خرچ کی جائے"۔

(جنگ ۲۳ ستمبر ۱۹۹۴ء، ص ۳)

اے صاحبان فکر و نظر! فیصلہ خود کر لیجئے کون محب وطن ہے اور کون دشمن وطن؟ کون دیانت و امانت کے اسلامی اخلاق کے علمبردار ہیں اور کون اسلام کے نام پر مفاد پرستی کے سوداگر؟ کون عشق کی ارفع منزلوں پر فائز ہیں اور کون ہوس کی پستیوں میں اوندھے منہ گرے ہوئے ہیں؟ کیا ایسے لوگوں کی "کافری" پر قربان ہونے کو جی نہیں چاہتا کہ جن کے بغیر:

عشق کا "بت کدہ" ویران نظر آتا ہے
ایک "کافر" نہیں بستی میں مسلمانوں کی

Designing & Setting by Khalifa Rawahuddin Ahmad